ڈاکٹر صاحب نے بچون کے متعلق اپنے مخصوص انداز کی چند نظمون کو جمع کیا تھا، جہان یہ خوشی کی بات ہے کہ اردو کے قدر دانون مین ایک طبقہ ایسا پیدا ہوگیا ہے جس نے اردو خوان لوگون کو ٹیگور سے روشناس کرنا شروع کردیا ہے وہان یہ امر قابل افسوس ہے کہ ٹیگور کو اردو بولنا سکھانے والے اکثر بے معنی مجموعۂ تراکیب کا نام ٹیگور کا کلام سمجھانا چاہتے ہین، اس حیثیت خاص سے جناب حامد اللہ صاحب افسر بی اے نمایان امتیاز رکھتے ہین کہ انھون نے ماہ نو کو اردو کرتے وقت ٹیگور کو پہلے اچھی طرح سمجھ لیا قیمت ۱۲ر پتہ: انڈین بکڈپو میرٹھ،

بنگالی کیٹلاگ، انڈیا آفس لائبریری کی فہرست کتب جلد دوم حصۂ چہارم (ضمیمہ) جس مین صرف اُن کتابون کے نام ہین جو سنہ ۱۹۰۶ سے سنہ ۱۹۲۰ تک بنگالی مین چھپی ہین، کتابونکی تشریحی فہرست حرف وار ہے جو ۳۰۸ صفحات پر ختم ہوجاتی ہے، اس کے بعد ۶۰ صفحہ تک اشخاص کی اسم وار فہرست ہے، جس مین مصنفین کے علاوہ اُن اشخاص کے نام بھی ہین جن کے متعلق وہ کتابین لکھی گئی ہین، اس کے بعد کتابونکی فن وار فہرست شروع ہوتی ہے، زیادہ تر کتابین ڈرامہ، شاعری، تاریخ، اور سوانح عمریان ہین اس فہرست کو دیکھکر افسوس ہوتا ہے، کہ مذہبی کتابین بنگال مین مسلمانون نے صرف چند شایع کین، ہندؤن نے اس میدان مین بھی ہمارے بنگالی مسلمان اہل قلم کو شکست دی، انڈیا آفس لائبریری کی ہندوستانی کتابون کے کیٹلاگر پروفیسر جی، الیف بروھارٹ ہمارے شکریہ کے مستحق ہین، جنھون نے ہندوستان کے ایک صوبہ کے ادبیات کا ایک اندازی سرمایہ ہم کو بتایا ہے، دیکھئے اردو وغیرہ کی نوبت کب آتی ہے،

آئینہ اسلام، یہ پادری صفدر علی کے نیاز نامہ کا جواب ہے جسے ہمارے محترم بزرگ مولانا سید محمد علی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلما نے لکھا تھا، ہم مشن اسکولون کے مسلمان مدرسون سے امید رکھتے ہین کہ وہ اس قسم کی کتابون سے اپنے طلبہ کو ضرور روشناس کرینگے، قیمت ۵ر پتہ: خانقاہ رحمانیہ مونگیر،

مجلد سیزدہم | ماہ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۲۴ء | عدد پنجم

مضامین

مضمون	مصنف	صفحات
شذرات	سید سلیمان ندوی	۳۲۱ - ۳۲۳
ہندوستان مین اسلام کیونکر پھیلا	ایضاً	۳۲۴ - ۳۳۷
فیہ ما فیہ	پروفیسر نکلسن	۳۳۸ - ۳۴۵
ابن رشیق اور المعز	پروفیسر میمن عبدالعزیز صاحب راجکوٹی	۳۴۶ - ۳۵۴
نفسیات اشتہارات	مولوی وہاج الدین صاحب بی اے بی ٹی اسسٹنٹ پروفیسر	۳۵۵ - ۳۵
ہالینڈ اور علوم مشرقی		۳۷۱ - ۳۷۷
ریاست بڑودہ کے کتبخانے		۳۷۸ - ۳۸۰
اسلام افریقہ مین		۳۸۰ - ۳۸۲
عربونکے اکتشافات		۳۸۲ - ۳۸۳
فلسطین		۳۸۳ - ۳۸۴
اخبار علمیہ		۳۸۵ - ۳۸۸
ادبیات	شاد عظیم آبادی، محمد اختر تیر، جوش ملیح آبادی	۳۸۹ - ۳۹۰
ینابیع المسیحیتہ	مولوی ابو الجلال صاحب ندوی رفیق دار المصنفین	۳۹۱ - ۳۹۶
مُلّا اشرف ماژندرانی	مولوی محفوظ الحق صاحب ایم اے پریزیڈنسی لکچرر	۳۹۷ -
مطبوعات جدیدہ		۳۹۸ - ۴۰۰

شذرات

ایک انگریز پرست دوست نے لکھنؤ مین اثنائے گفتگو مین اردو اور انگریزی زبان کا باہم مقابلہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ، دیکھئے اردو زبان اس قدر ذلیل اور فرومایہ ہے کہ اسکے ذخیرہ مین گالیونکا اتنا سرمایہ ہے کہ شاید ہی کوئی مہذب آدمی اس سے بچ سکے، اسکے برخلاف انگریزی مین گالیون کے لیے مطلق الفاظ ہی نہین ہین، مین نے کہا اسکی وجہ تو یہ ہے کہ آپ ہندوستان مین پیدا ہوئے، انگلستان مین پیدا نہین ہوئے، آپ نے اردو کی مادری، اور انگریزی کی علمی اور کتابی زبان سیکھی، علوم و فنون کی تصنیفات اور اہل قلم کی تحریرون مین یہ الفاظ کیونکر آسکتے ہین، انھون نے کہا آخر انگریزی ناولون مین جنمین بازاری بول چال بھی ہوتی ہے ایسے الفاظ نہین ملتے، مین نے عرض کی، کاغذ ونکی شکل مین جو بازاری بول چال ہے، وہ تو پھر بھی اہل قلم کے نتائج فکری ہین، اس بازاری بول چال کو بازارون ہی مین کھڑے ہوکر سنتے تو فیصلہ کرسکتے، مگر بہرحال وہ میری تقریر سے خاموش نہین ہوے، اور مجھے ندامت ہوئی کہ مین انکے سامنے کوئی مسکت دلیل پیش نہ کرسکا،

اس واقعہ پر کئی مہینے گذر چکے ہین، کہ یکایک حکم الٰہی ہوا، کہ انگلستان کی سب سے بڑی "مہذب مجلس" یعنی پارلیمنٹ مین لکھنؤ کی خاموش گفتگو کے لیے ثبوت بہم پہنچائے جائین،

چنانچہ اپریل ۲۷ءکی دو نشستون مین پارلیمنٹ کے ارکان مین باہم سب و شتم اور گالیون کا وہ مناظرہ ہوا، کہ اگر اسکی آدھی باتین بھی ہندوستان کی کسی بڑی مجلس مین ہوتین تو اینگلو انڈین اخبارات مین نیم مہذب ہندوستانیون کے عدم قابلیت پر بیسیون مضامین لکھے جاتے، ہمارے دوست کو اب نظر آیا ہوگا کہ انگریزی زبان بھی جو سب سے زیادہ دولتمند قوم کی زبان ہے، اور جس کا دنیا کے بازارون پر قبضہ ہے وہ بازاری طرز تخاطب کے سرمایہ سے تہیدست نہین

تیسری صدی ہجری کے ایک محدث ابن جارود تھے، انھون نے حدیث مین ایک مسند لکھی تھی، خیال مین بھی نہ تھا کہ یہ کتاب ہندوستان مین چھپی ہوگی، لیکن یک بیک ڈاک مین حیدرآباد سے اسکا ایک نسخہ موصول ہوا جو ۱۳۱۵ھ مین یعنی آج سے ۲۷ برس پہلے حیدرآباد کے ایک مطبع مین چھپا تھا، کتاب نہایت خوشخط، با اعراب اور اچھی چھپی ہے، حاشیہ پر اس کی ہر ایک روایت حدیث کی جو دوسری کتابون مین مذکور ہے، اسکے حوالے بھی ہین، زیادہ تر اس مین سنن ہین، اور اسکو درحقیقت سنن ہی کی کتاب سمجھنی چاہئے، معلوم نہین یہ کتاب اب تک کس گوشہ مین پڑی رہی کہ کسی مصنف اور صاحب علم کے حوالون مین اس کے مطبوعہ نسخہ کا ذکر نہین سنا، یہ بھی نہین معلوم کہ اسکے اور نسخے موجود ہین یا نہین، ہمارے پاس یہ کتاب محکمۂ امور مذہبی سے غالباً آئی ہے،

مقالات

ہندوستان مین اسلام کیونکر پھیلا؟

افسوس ہے کہ یہ ضروری سلسلہ ایک نمبر کے بعد بند ہو گیا، جسکی وجہ زیادہ تر خود ذاتی پریشانیان تھین، یہ لکھنا بھول گیا تھا کہ یہ ضروری مضمون محبی جناب خواجہ حسن نظامی کی تحریک سے لکھنا شروع کیا گیا تھا، الحمد للہ کہ اسکا پہلا نمبر تمام ہندوستان مین قبولیت کے ساتھ پڑھا گیا، اور خواجہ صاحب نے اسکی کئی ہزار کاپیان چھپوا کر بسلسلۂ تبلیغ شایع کین، جزاہ اللہ خیر الجزاء، دعا ہے کہ اس کے آیندہ نمبر بھی قبول عام روزی پائین،

پہلے نمبر مین یہ بتایا گیا تھا کہ اسلام ہندوستان مین تین راستون سے داخل ہوا، جن مین سے مضمون سابق مین صرف پہلے راستہ یعنی سواحلِ مدراس و بمبئی و بنگال اور جزائرِ ہند کا ذکر آیا تھا، اس نمبر مین دوسرے راستہ یعنی سندھ کا ذکر ہے،

ہندوستان مین اسلام کے داخلہ کا دوسرا راستہ سندھ ہے، پہلی صدی ہجری یا ساتوین صدی عیسوی مین شمالی ہندوستان پر تین سلطنتین محیط تھین، سندھ جسکی ایک حد سمندر تھی اور دوسری حد بلوچستان، اور تیسری پنجاب کے اندر ملتان کے بعد تک، اور چوتھی موجودہ صوبہ متحدہ کے کنارون تک ملتان کے کچھ بعد پنجاب کا جو علاقہ رہجاتا تھا، اسکا نام عربون کی اصطلاح مین چھوٹا کشمیر تھا اور اس کے

بعد موجودہ بڑا کشمیر تھا، اور ادھر موجودہ صوبہ متحدہ مین قنوج (اودھ) کی سلطنت شروع ہو جاتی تھی، غرض اس حد بندی سے یہ واضح کرنا ہے کہ سندھ کا علاقہ اس زمانہ مین موجودہ سندھ سے بہت وسیع تھا، عرب جغرافیہ نویسون اور سیاحون نے اپنے زمانہ کے سندھ کی حدبندی یہ کی ہے، کہ اس کے ایک طرف سمندر، دوسری طرف بلوچستان تیسری طرف کشمیر اور چوتھی طرف قنوج کی حکومت ہے،

اس قطعۂ زمین مین جو قومین آباد تھین، ان کے حسب ذیل نام تھے،

(۱) **مید**، یہ قوم دریائے سندھ جسکو عرب نہر مہران کہتے تھے، کے اُس کنارہ پر آباد تھی، اس قوم کا نشان سندھ مین اب تک ہے،

(۲) **جاٹ**، جسکو عرب زُطّ کہتے تھے، یہ دریا کے اس کنارہ پر بستے تھے، یہ دونون قومین آپس مین ہمیشہ دست و گریبان رہتی تھین،

(۳) **ٹھاکر**، جنکو عرب اپنے تلفظ مین تاکر، اور جمع کی صورت مین تکاکرہ بولتے تھے، یہ راجپوت تھے اور سلطنت کے امرا اور فوج کے سپہ سالارون مین انکا شمار تھا،

ان کے علاوہ برہمن تھے، بھاٹیہ اور سومری، وایرسی، اور سودھا قومین آباد تھین،

ہم اس حقیقت کا پہلے نمبر مین اظہار کر چکے ہین، کہ جس وقت مسلمان ہندوستان مین آنے لگے ہین، اس ملک کا تنہا مذہب ویدک دھرم یا برہمنی نہ تھا، بلکہ زیادہ تر بودھ مت تھا، اس لیے آجکل کے آریہ سماجی دوستونکا شور و غل اور ہنگامہ و فریاد اور اپیل واقف کار اور اہل علم اصحاب کی نظرون مین، مضحکہ انگیز ہے، اس نمبر مین ہم اس سے بھی زیادہ ایک دلچسپ نظریہ کا اظہار کرنا چاہتے ہین بودھ مت کے خلاف سب سے زیادہ پر جوش جہاد جس نے کیا، وہ نوین صدی عیسوی (تیسری صدی ہجری) کے شنکر اچاریہ جی ہین، لیکن ہم بتا سکتے ہو کہ بودھ مت کی بت پرستی کے خلاف اس ہندی مجدد مین یہ جوش و ولولہ کہان سے آیا؟ شنکر اچاریہ جی جنوبی دکن مین پیدا ہوئے،

ملیبار مین نشو و نما پائی اور یہ وہ مقامات تھے جو اسلام کے نعرہٗ توحید سے گونج رہے تھے اور جہان بت پرستی کے خلاف مسلمان واعظین کی آوازین بلند ہو رہی تھین، اس بنا پر جس طرح شمالی ہندوستان مین کبیرداس اور گرو نانک وغیرہ پہلے اور دیانند جی بعد کو پیدا ہوئے، جنھون نے اسلام کی توحید سے بت شکنی کا سبق سیکھا، ٹھیک اسی طرح تیسری صدی ہجری کے عرب تجار اور واعظین سے جو اس علاقہ مین اس وقت پھیلے ہوئے تھے، شنکراچاریہ جی نے بت شکنی کا فیض حاصل کیا،

سندھ مین مسلمان پہلی صدی کے آخر مین، یعنی آٹھوین صدی عیسوی کے بالکل شروع مین آئے اور ہندوستان سے بدھ مت کا پورا زوال نوین صدی مین اور اس کے بعد ہوا ہے، ہمارا خیال ہے کہ ہندوستان مین بدھ مت کا زوال، ویدک دھرم کے پرچار سے زیادہ اسلام کی فتوحات اور اس کی تبلیغ و اشاعت سے ہوا ہے، مسلمان جب بنگال پہنچے ہین تو وہان ویدک دھرم نہین، بودھ مذہب تھا، اور اسی طرح سندھ کا وسیع علاقہ مسلمانون کے داخلہ کے وقت برہمنون کا نہین، بودھ مت کا پجاری تھا، ہمکو وہان بودھ پور[1] نام ایک شہر ملتا ہے، نو دہیار[2] نام ایک خانقاہ یا معبد ملتا ہے جو خاص بودھ لوگون کی خانقاہ اور دار التعلیم کو کہتے ہین، اونکے پجاریون کا نام ہم سمنی سنتے ہین جو خاص بودھ علما کا لقب تھا اور جو برہمن کے حریف مقابل تھے، ایلیٹ صاحب بھی اپنی تاریخ ہند مین لکھتے ہین:-

"چونکہ بودھ مت سندھ مین اسوقت مسلمہ طور پر رائج تھا، جب مسلمانون کو پہلے پہل ہندوستانی توہم پرستی سے سابقہ پڑا، اس لیے لازمی طور پر اس نام (بد) کا ماخذ لفظ بودھ ہے نہ کہ فارسی لفظ بُد (بُت) جو کہ غالباً خود بھی خود لفظ بودھ کی محرف شکل ہے ......"

بہت سے آثار اس بات کے موجود ہین کہ بودھ مت اس عہد مین وادی سندھ مین پھیلا تھا، نہ صرف مخصوص طور پر چینی سیاحون کے تذکرے اور ابن خردازیہ کا بیان اسکی تائید کرتا ہے[3]

[1] چچ نامہ ترجمہ ایلیٹ صفحہ ۱۳۸ [2] چچ نامہ ترجمہ ایلیٹ ۱۵۰،

بلکہ عرب مصنفین کے چند ضمنی اشارات و تلمیحات بھی ہین، جن مین خاص طور پر کوئی تذکرہ برہمنون اور بودھون کا بحیثیت ایک دوسرے کے حریف ہونے کے نہین ہے، کیونکہ ان دونون کا امتیاز باہمی (خصوصاً، طرز عبادت، ایصال ثواب) قصص مذہبی، عام طور پر اس قدر نازک ہے کہ ناواقف اور مغرور بدیسیون کی توجہ مشکل سے ادھر منعطف ہو سکتی تھی، چنانچہ جہان کہین پجاریون کا تذکرہ ہے عموماً اونکو سمنی کہا گیا ہے، سلطنت کا ہاتھی بیید ہوتا تھا، جو ایک نہایت معنی خیز بات ہے، ایک ہزار برہمن (پجاری) جس نام سے کہ اونکا عربی کتابون مین تذکرہ ہے، اور جو چاہتے تھے کہ اپنے قدیم مذہبی معتقدات اور رسم و رواج کو قائم رکھین اونکو محمد بن قاسم نے خلیفہٗ وقت کی اجازت سے فرمان دیا تھا کہ وہ اپنے ہاتھون مین کچکول لیکر ہر صبح کو در بدر پھر کر اپنی روزی حاصل کرین، اور یہ ایک مخصوص مذہبی رسم ہے جو بدھ پجاریون مین جاری ہے، اور سب آخر یہ کہ مجسمے بنا کر یا کسی اور طور پر اپنے فاتحون کی جسمانی یادگار قائم کرنا، یہ تمام امور بودھون کے خصائص طبعی کی طرف اشارہ کرتے ہین، نہ کہ برہمنون کی، ان اثباتی دلائل کے علاوہ، منفی شہادت بھی اس امر سے پیدا ہوتی ہے کہ کوئی تذکرہ ستی، جنیو، گئو پوجا، اشنان (یا نہان) ہون، پجاریون کے ہتھکنڈون، اور دوسرے پیشوایانہ تحکمات، جوگیانہ نفس کشی یا دیگر رسوم و اعمال کا جو برہمنی مذہب کے خصوصیات ہین، ان تحریرات مین نہین ہین[1]،

اسی سے یہ مسئلہ بھی حل ہوگا کہ اہل سندھ اس قدر رواداری، بے تعصب، علوم و فنون مین ماہر، سیر و سیاحت اور دوسری قومون سے ملنے جلنے مین کیون اس قدر آزاد تھے، بغداد کے دربار مین جو حکما رہتے تھے وہ یقیناً یہی سندھ کے بودھ مت والے تھے، اور یہی ایران تک سندھ اور ایران، یری اور

[1] جلد اول، صفحہ ۵۰۲ - ۵۰۶، ۱۸۶۷ء

بحری دونون راستون سے باہم قریب قریب ہم سرحد ہین، اسی لیے سندھ کے راجاؤن اور ایران کے بادشاہون مین آپس مین لڑائیان جاری رہتی تھین، کبھی یہ ان پر حملے کرتے رہتے تھے اور کبھی وہ ان پر حملہ آور ہوتے تھے، کبھی بلوچستان اور مکران کے علاقے سندھ مین شامل ہو جاتے تھے اور کبھی سندھ کی سرحدین سلطنت کسری کے حدود مین آجاتی تھین، اس تعلق سے ایران کی فوج مین سندھ کی متعدد قومین سپاہیانہ خدمات انجام دیا کرتی تھین، ان مین تین قومون کے نام آتے ہین، اساورہ سیابجہ[2]، اور زط، زط تو جاٹ ہے، اساورہ شاید کہ سوار کی جمع ہو، اور سیابجہ، سیاہ بچہ (کالا) کی شاید خرابی ہو، بہرحال اساورہ کی قومیت کا حال یقینی طور سے نہین معلوم، مگر سیاہ بچہ اور جاٹون کے ساتھ اونکے میل جول اور خلاملا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی شاید سندھ ہی کے رہنے والے ہون، اور خصوصاً اس بنا پر کہ یہ عربون اور ایرانیونکی لڑائی مین یہ ایرانیون سے الگ ہوکر مسلمانون کے شریکِ حال ہو گئے تھے،

بہرحال سندھی قومون مین سب سے پہلے جاٹون مین اسلام پھیلا ہے، یہان تک کہ صحابہ کرام کے زمانہ مین نو مسلم جاٹ اپنا بودھ مذہب چھوڑکر عراق جاکر بسنے لگے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود جو کوفہ مین رہا کرتے تھے، وہ ایک روایت مین کہتے ہین کہ "ہمنے ایسے لوگون کو دیکھا جو صورت شکل مین بالکل جاٹ معلوم ہوتے تھے[1]" حضرت عبداللہ بن مسعود نے غالباً ۳۲ھ کے قریب مین وفات پائی ہے، یہ قبائل چونکہ یزدگرد شاہ ایران کی فوج مین تھے، اس لیے اونکو مسلمانون کے دیکھنے اور ملنے کا بکثرت اتفاق ہوا ہوگا، یزدگرد کے مقابلہ مین حضرت ابوموسیٰ اشعری مسلمانون کی فوج لیے پڑے تھے، کہ سیاہ (کالا، شاید ہندوستانی پہلے بھی کالے کہلاتے ہون) نے جو اسواری تھا اور اپنی جماعت کا سردار تھا، اسلام کی کامیابی اور کمک کو دیکھکر حضرت ابوموسیٰ کو یہ پیغام بھیجا کہ "ہم لوگ بھی تمھارے

[1] ترمذی، ابواب الامثال، [2] بلاذری، ذکر اساورہ،

مذہب مین داخل ہونا چاہتے ہین، مگر اس شرط پر کہ ہم تمھارے دشمن ایرانیون سے تو تمھارے ساتھ ملکر لڑینگے لیکن اگر تم مین خود باہم لڑائی ہو تو فریقین مین سے کسی کا ساتھ نہ دینگے اور اگر عرب ہم سے لڑین تو ہماری حفاظت تمپر فرض ہوگی، اور ہم کو مدد دینی ہوگی، نیز ہمکو اجازت ہوگی کہ ہم جہان چاہین، قیام کرین، اور جس قبیلہ سے چاہین اتحاد کرلین، اور ہمارے وظائف درجۂ اعلیٰ کے ہون"،

حضرت ابوموسیٰؓ نے جواب دیا کہ ہم نو مسلمون کے لیے صرف ایک ہی شرط جانتے ہین کہ "ان کے اور تمام مسلمانون کے حقوق ہر طرح برابر ہونگے"، لیکن انھون نے اس مجمل شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا، حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو کہلا بھیجا کہ "انکی یہ سب شرطین مان لیجائین"، چنانچہ اس کے بعد یہ لوگ مسلمانون کے ساتھ آکر مل گیے اور انھین کے ساتھ سیاہ بچہ اور جاٹ لوگ بھی شریک ہوگئے، یہ لوگ عراق مین آکر عرب قبائل کے ساتھ ملکر آباد ہوئے اور یہ سندھی قومون مین اسلام کا پہلا داخلہ تھا، اس کے بعد ان قبیلہ کے اور لوگ جو سواحل پر مونشی چراتے تھے، وہ مسلمان ہو گیے،

یہ سندھی قومین چونکہ بہادر اور جنگجو تھین اس لیے اسلامی فوجون مین انکو خاصہ درجہ حاصل ہو گیا، اور اکثر امانت اور اعتماد کی جگہون پر انکا پہرہ بٹھایا جاتا تھا، حضرت علیؓ کے عہد مین بصرہ کا خزانہ انھین سپاہیون کی نگرانی مین تھا، اور وہ حضرت علیؓ کے طرفدارون مین تھے، (دیکھو طبری) ان لوگون نے مسلمان ہوکر اپنے اسلامی نام رکھ لیے تھے، بصرہ کی اس محافظ فوج کے سردار کا نام **ابوسلمہ** جاٹ تھا، اور نہایت صالح تھا، امیر معاویہ نے غالباً رومیونکے مقابلہ کے لیے عراق سے بہت سے جاٹون اور سیاہ بچون کو لیجاکر شام کے ساحلی شہرون مین اور انطاکیہ مین بسایا تھا اور اسی طرح ولید بن عبدالملک اموی نے بھی اپنے عہد مین ان جاٹون کو انطاکیہ مین لیجاکر آباد کیا تھا[1]،

عراق مین آبادی اور عربون سے میل جول کے بعد جاٹ مسلمان نہ صرف سپاہی ہی رہے،

[1] یہ پوری تفصیل فتوح البلدان بلاذری باب امر الاساورہ والزط مین مذکور ہے،

بلکہ ان مین سے بعض خاندانون نے علمی ترقیان بھی کین، اس حقیقت کے اظہار مین کوئی شرم نہین بلکہ یہ اسلام کے فخر کا نشان ہے کہ حضرت امام **ابو حنیفہ** جنکے پیرو کار آج اسلام کے بیشتر ممالک مین ہین اور جنکی فقہ پر آج مصر و ٹرکی و افغانستان کی سلطنتون کا دارمدار ہے وہ ایک **جاٹ**[1] تھے، کیا دنیا کا کوئی مذہب اس مساوات اور رواداری کی مثال پیش کر سکتا ہے، اور اپنے نو معتقدون کو یہ رتبہ اور یہ اعزاز بخش سکتا ہے کہ وہ **امام اعظم** کا لقب حاصل کر سکے، امام ابو حنیفہ کی ولادت ۸۰ھ مین ہوئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا خاندان فتح سندھ سے پہلے اسلام لا چکا تھا، بعض مورخین نے یہ لکھا ہے، کہ یہ خاندان کابل سے آیا تھا،

مسلمانون نے سندھ پر باقاعدہ حملہ ۹۳ھ مین شروع کیا، یہ وہ زمانہ تھا جب عراق مین حجاج بن یوسف ثقفی کی گورنری تھی، اور اس کے ماتحت ایران مین اوسکا ۱۷ سالہ بھتیجا محمد بن قاسم ثقفی والی تھا، پہلے نمبر مین گذر چکا ہے کہ عراق اور جزائر ہند کے درمیان عربونکی تجارت قائم تھی، اور ان کے جہازات سوداگری کے مال و اسباب سے لدے ہوئے آتے جاتے رہتے تھے، سندھ کے سواحل بیچ کے رہگذر تھے، ان سواحل پر خانہ بدوش قبائل آباد تھے جو بحری ڈاکے ڈالا کرتے تھے، مالدیپ مین بعض مسلمان تاجر تھے، جو مع اہل و عیال وہان رہا کرتے تھے، اتفاق سے ان تاجرون نے وفات پائی، مالدیپ کے راجہ نے مناسب سمجھا کہ انکی بیوی بچون کو عراق بھیجدیا جائے، چنانچہ یہ مسلمان خواتین ایک جہاز پر سوار کرا کے بھیجی گئین، جب یہ جہاز سندھ کے کنارون مین پہنچا، تو سندھ کے دریائی ڈاکون نے اس کو لوٹ لیا اور مسلمان خواتین کو نہایت بیرحمی سے چرا کر لیگئے، انھین خاتونون مین سے کسی معصوم کی زبان سے یہ دردبھری چیخ نکلی "اے حجاج! مدد!!" بچے کھچے مسافر جب عراق پہنچے تو اس سانحہ کا حال حجاج کو معلوم ہوا اس نے اسی وقت دیوانہ وار پکار کر کہا، "اے خاتون تو نہ روئیں آیا"،

اسی کے ساتھ ایک اور واقعہ بھی سامنے رکھ لو، سندھ کا برہمن راجہ چچ جو ایک بلند حوصلہ راجہ تھا، بلوچستان اور مکران پر اس نے پے بہ پے حملے کیے تھے یہ اسلام سے کچھ پہلے کی بات ہے، اسلام کے بعد مسلمانونکی طرف سے ان حدود مین جو فوج متعین تھی، اس مین سے ایک عرب سردار محمد علافی یا علانی نام پانچ سو عربون کے ساتھ ایک مجرم کی حیثیت سے اسلامی فوج سے نکلکر راجہ چچ کے ساتھ ہو گیا تھا، اور اکثر معرکون مین اس کے ساتھ رہا، اور اس وقت بھی جب اسلامی فوج سندھ کے قریب آچکی تھی اور اب راجہ چچ کا بیٹا راجہ داہر حکمران تھا، وہ برابر اسکے ساتھ رہا،

غرض یہ آتشگیر مسالہ تو پہلے سے موجود تھا، ان مسلمان خواتین کے لوٹے جانے کے واقعہ نے حجاج ثقفی کو برافروختہ کر دیا، اس پر بھی اس نے ملائمت کے ساتھ راجہ داہر کو لکھا کہ "ان مسلمان خواتین کو عزت اور حرمت کے ساتھ واپس بھیجدو"، راجہ نے یہ کہکر ٹالا کہ "ان ڈاکوؤن پر میرا قابو نہین" ناچار مسلمانون کو خود براہ راست ان ڈاکوؤن کی تنبیہ کرنی پڑی، حجاج نے ایران سے محمد بن قاسم کو آگے بڑھنے کا حکم دیا، اور ادھر سمندر کی راہ سے اسلحہ اور سامان روانہ کئے، **ہندوستان** پر مسلمانون کے ابتدائی حملہ کے یہ اسباب ہین، ان مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جسکو اس جذبہ سے موسوم کیا جائے کہ وہ دیوانہ وار تلوارین سونت سونت کر ہندوستان کی سرحد پر اس لیے بڑھ آئے کہ وہ ہندوؤنکو بزور شمشیر مسلمان بنا ڈالین!

گو الیٹ صاحب کو نظر نہین آتا مگر کم از کم مجھے تو سندھ کی سب سے پہلی پرانی اسلامی تاریخ جو عام طور پر چچ نامہ کے نام سے مشہور ہے (اور جس کے دوسرے نام تاریخ الہند و السند اور منہاج المسالک ہین) کے مطالعہ سے یہ پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ سندھ مین بودھون اور برہمنون کے درمیان اختلاف اور مخاصمت برپا تھی، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون مذہب بعض گروہون

---

[1] ابن خلکان، ترجمہ نعمان بن ثابت، ج ۳ ص ۴۴۸

مین اس طرح بھی پھیلے ہوئے تھے کہ ایک بھائی ہندو ہے تو دوسرا بودھ ہے، اسی بنا پر سندھ کے راجاؤن کے حالات پڑھکر مجھے یہ فیصلہ کرنا پڑا ہے کہ راجہ چچ ہندو برہمن تھا، اس نے چھوٹے چھوٹے بودھ راجاؤن کو زبر کرمٹادیا، یا باجگذار بنالیا تھا[1]، یہ راجہ آغاز ہجرت کے وقت سندھ مین فرمانروا تھا، اس کے بعد راجہ چندر اُسکا بھائی راجہ ہوا، یہ بودھ مت کا پرجوش پیرو تھا اور جن لوگون نے اپنا مذہب پہلے چھوڑ دیا تھا انکو بزور اس نے بودھ بنایا[2]، ہندو برہمنون نے یہ دیکھکر سر اُٹھایا، ناچار وہ معرکون مین نکلا مگر کامیاب نہین ہوا، اس کے بعد چچ کا بیٹا راجہ داہر اوسکی جگہ بیٹھا، یہ مجھے ہندو برہمن معلوم ہوتا ہے،

تاریخی قیاسات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت جب مسلمان سندھ کی سرحد پر تھے ملک مین ان دونون مذہبون کے اندر جنگ برپا تھی، اور بودھ برہمنون کے مقابلہ مین اپنے کو بیدست وپا پاکر مسلمانون کی طرف صلح ومحبت کا ہاتھ بڑھا رہے ہین، ہم دیکھتے ہین کہ عین اس وقت جب محمد بن قاسم کی فاتح فوج شہر بیرون یا نیرون مین پہنچتی ہے تو وہان کے لوگون نے اپنے سمینون (بودھ پجاریون) کو پیش کیا اور معلوم ہوا کہ "انھون نے اپنے سفرا عراق مین خاص حجاج کے پاس بھیجکر امان حاصل کرلی ہے، چنانچہ نیرون کے لوگون نے محمد کا شاندار استقبال کیا، اسکے لیے رسد کا انتظام کیا، اور اپنے شہر مین داخل کیا اور صلح کی پوری پابندی کی،" اسکے بعد جب اسلامی فوج نہر سند کو عبور کرکے ہندوستان پہنچی ہے تو پھر سمینیہ[3] بودھ لوگ صلح کے قاصد بنتے ہین[4]، اسی طرح سیوستان مین ہوتا ہے کہ سمنی لوگ (بودھ)

---

[1] چچ نامہ الیٹ ج ۱ ص ۱۴۰ و ۱۵۰، [2] ایضاً ص ۱۵۲ و ۱۵۳، [3] یہان پہنچکر ذرا اسکو لفظ سمینہ پر ایک نظر ڈالنا ہے، سب سے پہلے یہ لفظ مجکو علم کلام کی کتابون مین نظر آیا، ذکر المعتزلہ زبیدی، ملل ونحل شہرستانی، کتاب البدء والتاریخ للبلخی او للمقدسی مین یہ لفظ ملا، لیکن اسکی حقیقت سے ناواقف رہا، اسکے بعد جب سندھ کی تاریخ پڑھی تو اس مین یہ لفظ بار بار آیا، اور معلوم ہوا کہ یہ عربی زبان مین بودھ مت کے پیرو ونکا نام ہے، اصل مین یہ سنسکرت لفظ ہے، الیٹ صاحب کہتے ہین کہ یہ سنسکرت لفظ "سرامنا" ہے جسکے معنی پجاری یا جوگی، یا زاہد کے ہین اور خاص طور بودھ مت کے معتقدون پر اسکا اطلاق ہوتا ہے اور قریب قریب اسی نام سے یونانی مورخون اور جغرافیہ نویسون نے بھی انکا تذکرہ کیا ہے، (ج ۱ صفحہ ۵۰۷)

بچے رہائے اپنے راجہ کو چھوڑکر بخوشی مسلمانونکا ساتھ دیتے ہین اور انکو قبول کرتے ہین، کاکا کوئی مشہور عقلمند اور سیاست دان تھا جاٹ رؤسا اس کے پاس جاکر مشورہ کرتے ہین کہ کیا مسلمانون کی فوج پر شبخون مارا جائے وہ جواب مین کہتا ہے "اگر تم ایسا کر سکو تو بہتر ہے، مگر سنو کہ ہمارے پنڈتون اور جوگیون نے جنتر دیکھکر یہ پشینگوئی کردی تھی کہ اس ملک کو ایکدن مسلمان فتح کرلینگے" لوگ اسکی بات نہین مانتے اور نقصان اٹھاتے ہین، کاکا نے کہا "تم خوب جانتے ہو کہ میرا ارادہ اور عزم مشہور ہے، لیکن بودھون کی کتابون مین پشینگوئی پہلے ہی لکھی جاچکی ہے کہ ہندوستان کو مسلمان فتح کرینگے، اور مین بھی یقین رکھتا ہون کہ درحقیقت ایسا ہی ہونے والا ہے" اسکے بعد کاکا محمد بن قاسم کے پاس چلا جاتا ہے اور جاٹون کے ارادون سے اوسکو آگاہ کرتا ہے، اور اپنی کتابونکی پشینگوئی اوسکو سناتا ہے، محمد بن قاسم اسکو بعزت تمام لیتا ہے اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو انعام واکرام اور خلعت سے سرفراز کرتا ہے، اور راجہ داہر کے بہت سے مخالف افسر (غالباً بودھ) خود آکر اطاعت کرتے ہین[1]

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کے بودھون نے ایک طرف مسلمانونکو اور دوسری طرف برہمنونکو تولا، تو ان کو مسلمان بہتر نظر آئے اور دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس سے پہلے ترکستان و افغانستان کے بودھون کے ساتھ مسلمانون نے جو حسن سلوک کیا، اور ان لوگون نے جس کثرت اور سرعت کے ساتھ اسلام کو اختیار کیا اس کا اثر اس ملک کے بودھون پر بھی پڑا،

محمد بن قاسم ایک شہر کو فتح کرتا جاتا تھا اور نقبائے اسلام لوگونکو اسلام کی دعوت دیتے جاتے تھے، محمد بن قاسم نے عام اعلان کردیا تھا کہ جو چاہے اسلام قبول کرکے ہمارا بھائی بنجائے اور ہمارے برابر حقوق حاصل کرے اور جو چاہے اپنے کیش ومذہب پر قائم رہکر اطاعت اختیار کرلے لوگ جوق جوق آرہے تھے اور اپنی خواہش کے مطابق یا مسلمان ہورہے تھے یا ذمی بن رہے تھے، خود محمد بن قاسم کی فوج مین

---

[1] صفحہ ماقبل، بلاذری صفحہ ۴۳۹ و ۴۴۸ یورپ مین واقعہ ہے، بہلا واقعہ چچ نامہ مین بھی ہے، [1] چچ نامہ الیٹ، ایضاً ص ۱۶۱ و ۱۶۲

اس وقت چار ہزار نومسلم جاٹ تھے[1] بودھی مان ایک سردار اکرام اور منصب پاتا ہے[2]، نیرون مین مہر معبد کے مقابل نومسلمون کے لیے جامع مسجد بنتی ہے اور ایک امام مقرر ہوتا ہے[3]، سیوستان اور سیسام کے قلعے جب فتح ہوتے ہین تو وہان کے لوگ اسلام قبول کرتے ہین، بتخانونکی جگہ مسجدین تعمیر ہوتی ہین، امام و مؤذن مقرر ہوتے ہین خطبے پڑھے جاتے ہین[4]،

اب ٹھاکر بھی اسلام کی اطاعت کی طرف مائل ہوتے ہین، محمد قاسم انکی پوری عزت کرتا ہے، انکو اکرام و انعام و جاگیر سے خوش کرتا ہے، موکا نام ٹھاکر آتا ہے تو اسکو وہ راجگی کا چتر دیتا ہے، یہ پہلا چتر ہے جو مسلمان کسی ہندو راجہ کو عطا کرتے ہین[5]،

ہم کو ایک سندھی پنڈت کا نام ملتا ہے جو راجہ داہر کے دربار مین پورا رسوخ رکھتا تھا، وہ مسلمان ہو جاتا ہے، اور یہ درجہ حاصل کرتا ہے کہ اوسکو **مولانا اسلامی** کا خطاب ملتا ہے، اور محمد قاسم کی طرف سے وہ راجہ داہر کے دربار مین سفیر بنکر جاتا ہے، مولانا اسلامی جب دربار مین قدم رکھتے ہین تو پہلے کی طرح راجہ کی ہندوانہ بندگی نہین بجالاتے ہین، راجہ پہچانتا ہے اور اس گستاخی کی وجہ دریافت کرتا ہے، مولانا فرماتے ہین، "اے راجہ! جب مین تیری رعایا تھا، تو مجھ پر واجب تھا کہ تیری تعظیم بجالاؤن، مگر اب جب مین مسلمان ہوگیا ہون اور اسلام کے بادشاہ کی رعایا ہون تو مجھ سے یہ توقع نہین رکھنی چاہیے کہ مین اپنا سر ایک کافر کے سامنے جھکاؤنگا"، راجہ یہ سنکر آگ ہوگیا، اور کہا کہ اگر تم قاصد بنکر نہ آئے ہوتے تو تمھاری گردن اڑا دیتا، مولانا نے کہا "ایک میرے قتل سے عربونکو کوئی بڑا نقصان نہین پہنچ سکتا، لیکن وہ میرے قتل کا تم سے انتقام لین گے، اور جرمانہ وصول کرلین گے[6]"،

دیکھو تو ایک نومسلم پنڈت کو اپنے اسلام پر کتنا غرور ا ور اپنے مسلمان بھائیون کی امداد

[1] بلاذری، [2] چچ نامہ ص ۱۵۷، [3] ص ۱۰۰، [4] ص ۱۲۴، [5] ص ۱۶۵، [6] ایضاً ایضاً ص ۱۶۵،

واعانت پر کتنا بھروسا! اور عام مسلمانون کے ساتھ اپنے حق اور رتبہ کی برابری پر کتنا یقین ہے!!

پھر نظر آتا ہے کہ بھاٹیہ ٹھاکر اور غزنی کے جاٹون نے اسلام کی رضامندانہ اطاعت اختیار کرلی[1]، محمد قاسم امرائے سندھ کے نام عام اعلان کرتا ہے کہ جو چاہے مسلمان ہوکر ہمارا بھائی بن جائے، اور جو چاہے اپنے مذہب پر قائم رہکر امن و امان حاصل کرے، اس اعلان کو سنکر سیسا کار راجہ داہر کے وزیر نے اپنے خاص معتمدون کو بھیجکر امان حاصل کی، اور اس نے اپنے اخلاص کے ثبوت مین ان مسلمان خواتین کو جو جہاز مین لوٹ لی گئی تھین دربار مین لاکر حاضر کیا[2]،

برہمن آباد وغیرہ کے فتح ہوجانے کے بعد غالباً برہمنون نے یہ دیکھکر کہ ان کے حریف بودھون نے مسلمانون کے ساتھ ملکر کس قدر فوائد حاصل کیے ہین، انھون نے بھی اپنا ایک وفد مرتب کیا، اور محمد قاسم کے دربار مین پہنچے، محمد نے انکی قدر کی، لیکن برہمنون نے یہ شرط پیش کی کہ ہندو دستور کے مطابق ہمارا قومی درجہ تمام دیگر ذاتون سے بلند رکھا جائے، محمد نے ان کے اس دعوی کی سچائی کی تحقیق کی، اور جب اوسکو اس کے متعلق تشفی ہوگئی تو اس نے اونکا اعزاز کیا، اور انکو تمام عہدون پر سرافراز کیا، برہمنون نے اسکا خاص شکریہ ادا کیا، اور گاؤن گاؤن مین جاکر نئے حکمرانون کے عدل و کرم کے گیت گائے، اور اپنے ہم مذہبونکو اطاعت اور فرمانبرداری پر آمادہ کیا، اور جو مساوات حقوق عربون کی بدولت پیدا ہوئی تھی اسکی ہر جگہ جاکر تعریفین کین[3]،

باین ہمہ محمد نے اس حقیقت کو فراموش نہین کیا کہ وہ فاتح سے زیادہ ایک مبلغ ہے، چنانچہ اس نے برہمنون کو بھی عام اعلان دیا، کہ جو چاہے وہ اسلام اختیار کرے، اس سے جزیہ معاف ہوگا (مگر ظاہر ہے کہ مسلمانون کی طرح اس پر زکوۃ فرض ہے) اور جو اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہے وہ بخوشی رہ سکتا ہے،

[1] چچ نامہ ص ۱۶۰، [2] ص ۱۷۶، [3] ص ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴،

"بعضے از ایشان بر اقامت سعادت نمودند و بعضے دل برگزیدہ نہادند و بر کیش اسلام می رفتند"،

چچ نامہ کا یہ فقرہ ہے، اسکے ساتھ یہ ہے:-

ان مین جو مسلمان ہو گیے تھے، وہ غلامی اور جزیہ وغیرہ سے آزاد رہے، اور جو اپنے مذہب پر قائم رہے، ان کے تین درجے قائم کیے گیے، اعلی طبقہ یعنی امرا کے لیے ۴۸ درم، متوسط طبقہ کے لیے ۲۴ درم، اور نیچے طبقہ کے لیے ۱۲ درم ٹیکس مقرر ہوا، اور یہ حکم دیا گیا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائین وہ اس سے معاف کیے جائین لیکن ان پر مسلمانونکی طرح جزیہ کے بجائے ڈھائی فیصدی زکوۃ ضروری واجب ہو گی (جسکی مقدار جزیہ سے زیادہ ہی رہی) چنانچہ جن لوگون نے اسلام قبول کر لیا تھا، وہ جزیہ سے معاف ہوئے اور جو لوگ اپنے آبائی مذہب پر رہے انھون نے جزیہ دیا، لیکن انکی زمینین اور جائدادین ان سے لے نہین لی گئین، بلکہ علی حالہا انکے ہی قبضہ مین رہنے دی گئین[1]

کیا اس اقتباس سے یہ پوری طرح واضح نہین ہوتا کہ فاتح سندھ نے اپنے مذہب کی اشاعت مین کبھی بھی تشدد اور سختی کا استعمال نہین کیا، بلکہ اسنے ہر مذہب کو جائز آزادی عنایت کی، جزیہ کی رقم جو وصول کیگئی وہ حد درجہ معمولی ہے، یعنی زیادہ سے زیادہ ۴۸ درم اور کم سے کم ۱۲ درم موجودہ انگریزی سکون کے مطابق گویا اس نے امرا سے سالانہ دس روپے، متوسط طبقہ سے سالانہ پانچ روپے اور غربا سے سالانہ ڈھائی روپیے لیے اور اس سے زیادہ بڑھ نہین سکتا تھا، اسکے مقابلہ مین دیکھو کہ مسلمانون سے جو رقم وصول کیجاتی تھی وہ فی شخص مقرر نہ تھی بلکہ اس کی آمدنی کے اعتبار سے ڈھائی فیصدی لیجاتی تھی جو دس روپیہ سالانہ سے بہت زیادہ ہو جاتی تھی۔

[1] چچ نامہ ص ۱۸۲،

اس پر بھی اگر ہمارے آریہ دوست یہ کہین کہ اسی جزیہ کے سبب سے ہندوؤن نے اسلام قبول کر لیا تو اس کے دوسرے معنی یہ ہین کہ ہندوؤنکی نگاہون مین انکا مذہب خود اس قدر کم رتبہ تھا کہ انکے امرا کے نزدیک دس روپیہ سالانہ، متوسطین کے نزدیک ۵ر سالانہ اور غربا کے نزدیک ۲ر سالانہ بھی انکے دھرم کی قیمت سے زیادہ گران تھا، تو یہ مسلمانونکا قصور نہین!

محمد نے سندھ سے فراغت کر کے ملک کے دوسرے حصّون مین بھی ہندوؤن کے سامنے اپنے مذہب کی تبلیغ کی چنانچہ یہی ملتان مین اس نے کیا، مگر کسی ایک کو بھی اس نے اسلام کے قبول کرنے پر مجبور نہین کیا، سندھ کے محدود رقبہ کے باہر سندھ سے متصل جو ایک حقیقی ہندوستان یعنی قنوج کی سلطنت تھی، محمد نے اپنے داعی وہان راجہ کے دربار مین بھی بھیجا چنانچہ ایک ہزار دستہ کی حفاظت مین اس نے راجہ قنوج کے پاس اپنے مبلغ بھیجے کہ اسلام کا ہدیہ قبول کرو، مگر اس نے بدقسمتی سے انکار کیا[1]، محمد کچھ اور آگے کارروائی کرنا چاہتا تھا، مگر اسکو موقع نہ ملا، اور دربار خلافت کی طلب پر وہ واپس گیا، جب وہ یہان سے جانے لگا، تو اہل سندھ نے اوس کا بڑا ماتم کیا، اور اس کے مجسّمے بنا بنا کر یادگار قائم کی[2]،

(باقی)

---

[1] چچ نامہ ص ۲۰۷

[2] فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۴۴۰ یورپ،

ملفوظاتِ جلال الدین رومیؒ[1]

(اثر بہ پروفیسر نکلسن، کیمبرج)

جس نامور شاعر کی مثنوی اور دیوان شمس تبریز سے تصوف فارسی کے تمام طلبہ مانوس ہیں اسکی جانب ایک رسالہ نثر موسوم بہ **فیہ ما فیہ** بھی منسوب ہے، رضا قلی خان نے دیوان مطبوعہ تبریز کے دیباچہ مین اسکا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ اس مین زیادہ تر معین الدین پروانۂ رومی سے خطاب ہے، تین ہزار بیت کے مساوی حجم ہے اور اس کے قلمی نسخے نایاب ہین، میرے علم مین اب تک اس سے زائد معلومات نہ تھے، پچھلے سال سیولوٹی مسینا نے حلاج پر جو اپنی تالیف شایع کی ہے، اس مین یہ اطلاع درج ہے، کہ قسطنطنیہ مین اس کے دو نسخے موجود ہین،

اس درمیان مین ایک ہندوستانی فاضل، مولوی عبدالماجد (دریاآباد- بارہ بنکی) میرے علم مین تین اور نسخے لائے، جن مین سے ایک کتبخانۂ آصفیہ حیدرآباد کا ہے، ایک سرکاری کتبخانہ رامپور کا ہے اور ایک نواب سالار جنگ حیدرآبادی کے کتبخانہ کا، مولوی عبدالماجد کا قصد اس رسالہ کے طبع کرانے کا ہے، اور اس غرض سے انھون نے ان تینون نسخون کی نقلین حاصل کرلی ہین، چند ہفتہ ہوئے انھون نے بکمالِ عنایت کتبخانہ آصفیہ والے نسخہ کی نقل مجھے بھی عنایت کی تھی، مین اس موقع پر بمسرت انکی اس عنایت کا، نیز ان کے دیگر اہم خدمات کا، جو وہ میرے زیر ترتیب اڈیشن

[1] مضمون بالا، کیمبرج کے مشہور مستشرق، پروفیسر نکلسن نے، رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹن کے صدسالہ جلسہ کے موقع پر پڑھا،

مثنوی کے سلسلہ مین کر رہے ہین، شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون،

اس وقت تک میرا خیال یہ ہے کہ فیہ ما فیہ سے ضخیم و دقیق مثنوی کی شرح مطالب مین اچھی خاصی مدد ملیگی، لیکن ابھی اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو کرنا قبل از وقت ہوگا، سردست رسالہ کو دیکھ کر جو سرسری خیالات پیدا ہوئے ہین، انھین بیان کرنا اور اس کے مضامین پر ایک اجمالی نظر کردینا ہے،

یہ امر کہ رسالہ کا موضوع، تصوف ہے، اس کے عنوان ہی سے ظاہر ہے، جس کے لفظی معنی یہ ہین "اس مین ہے جو کچھ اس مین ہے،" یہ عنوان جیسا کہ مسینا نے خیال کیا ہے یقیناً منصور حلاج کی کتاب الطواسین کی ایک عبارت سے ماخوذ ہے، جس مین الفاظ "فیہ ما فیہ" سالک فانی فی الحق سے متعلق استعمال کیے گیے ہین، اگرچہ ظاہری معنی کے لحاظ سے بھی یہ عنوان ایسے رسالے کے لیے نہایت موزون ہے، جو اس قدر غیر مرتب و منتشر ہے،

فیہ ما فیہ، درحقیقت جلال الدین کے کلام یعنی ان کے اقوال و ملفوظات کا ایک مجموعہ ہے، دیباچہ مین تصریح ہے، کہ الفاظ انکی زبان سے سنکر ("وراثنا مجلس او") ان کے فرزند سلطان بہاؤ الدین ولد نے قلمبند کئے ہین، لیکن خاتمہ مین یہ درج ہے، کہ رسالہ، معین الدین پروانہ کے فراہم کردہ اقوال کا مجموعہ ہے، واقعہ یہ ہے کہ رسالہ مین بعد جلال الدین کے مرکزی و نمایان حیثیت پروانہ ہی کی ہے، اور وہ چونکہ حسن عقیدت مین باسول[1] سے کم نہین، اس لیے یہ امر اس سے ذرا بھی بعید نہین، جو اس نے اپنے مرشد کے تعلقات یگانگت کی مستقل روداد چھوڑ جانا چاہا ہو، کم از کم حیدرآبادی نسخہ سے محمد فواد (صاحب "ادبیات و تصوف ترکیہ") کے اس قول کی مطلق تائید نہین نکلتی کہ فیہ ما فیہ کو جلال الدین نے تصنیف کرکے پروانہ کے نام معنون کردیا ہے، رسالہ یقیناً کسی دوسرے شخص کی جمع و تالیف کا نتیجہ ہے، اور اگر دیباچہ (جسکی ابتدا تذکرہ سے ہوتی ہے) جعلی نہین تو اسکا الحاق

[1] جانسن کا مشہور سوانح نویس۔ (مترجم)

یقیناً کسی شخص نے جلال الدین کی وفات کے بعد کیا ہے جو ۱۲۷۳ء مین واقع ہوئی، پروانہ کو سزائے موت، اس واقعہ کے ۵ سال بعد اباقہ کے حکم سے ملی،

رسالہ میں جو ملفوظات درج ہیں، ان کے استناد مین گفتگو کی گنجایش ہو سکتی ہے، میری رائے مین انکا بیشتر حصّہ صحیح و مستند ہے، گو شاید ہر موقع پر لفظ بلفظ منقول نہ ہو، مثنوی کے ناظرین کو اس مین بہت کچھ مانوس باتین ملینگی، عام موضوع سخن بالکل وہی ہے، نیز طرز بیان وہی ہے، خیال مین وہی زور و روانی ہے، یہ معلوم ہوتا ہے، کہ گویا آگ کا شعلہ زقند بھرتا جا رہا ہے اور اپنی تیزی سے اپنے تئین اور مشتعل کرتا جاتا ہے، براہین منطقی کے بجائے وہی شاعرانہ تخیل کی کار فرمائی ہے اور تشبیہات و تمثیلات کی وہی حیرت انگیز افراط ہے، افسانہ اور حکایات اکثر شامل کیے گیے ہین؛ جو اگرچہ عموماً بعینہ وہ نہین ہین، جو مثنوی مین مندرج ہین، تاہم ایک حد تک اُن سے ملتے جلتے ہین، ایک معنی کر کے، فیہ مافیہ، توقعات سے فروتر ہے، یعنی اگرچہ مثنوی کے تکملہ، نیز ایک حد تک شرح کا کام اس سے نکل سکتا ہے تاہم میرا خیال یہ ہے، کہ مثنوی سے جو سوالات حل طلب پیدا ہوتے ہین، ان کا حل اس سے نہین ہوتا، انکے حل کے لیے ہمکو مصنف کے معتقدات مذہبی سے اس سے زیادہ متعین اور قطعی واقفیت درکار ہے، جتنی مجموعہ ملفوظات سے حاصل ہو سکتی ہے،

ملفوظات جو عموماً پروانہ یا کسی اور کے سوالات کے جوابات ہین کسی مرتب نظام کی صورت مین نہین بلکہ غیر مرتب طور پر صاحب ملفوظات کے آزادانہ خیالات کی رو کا ذخیرہ ہین، اس بنا پر تلخیص مطالب بے سود ہوگی، اور اگر تفصیل بیان کیجائے، تو بھی اسکی حیثیت کلید باب سے زاید نہ ہوگی، کتاب کی روح اور نوعیت کا بہترین اندازہ اس طریقہ سے ہو سکتا ہے، کہ چند اقتباسات نقل کر دیے جائین لیکن مین جن اقتباسات کا ترجمہ دے رہا ہون وہ قدرۃً مختصر ہین، اور اس لیے اُنسے جلال الدین کے طرز استدلال کا پورا اندازہ نہو سکیگا اس کے لیے بہتر صورت یہ ہے، کہ خود مثنوی کی طرف رجوع کیا جائے

ہم لوگ تقریر و تحریر مین فرق کرتے ہین، اور مکالمہ اور تصنیف کو بالکل دو مختلف چیزین قرار دیتے ہین، لیکن جلال الدین کے لیے یہ دونون، ملفوظات ہی کے حکم مین ہین، فرق صرف اسقدر ہے، کہ ایک نثر مین ہے، ایک نظم مین، مثنوی و دیوان دونو کی بابت روایت ہے کہ وہ دوستون کو املا کرتے گیے تھے، اور ان لوگون نے اُسی ارشاد زبانی کو مکتوبی صورت مین جمع کر دیا، جلال الدین کی شاعری، ملفوظات ہی کی روانی و سلاست رکھتی ہے، اور انکے ملفوظات گو انکی شاعری کے ٹکر کے نہین، تاہم ایک شاعر کی زبان سے نکلے ہوئے ضرور معلوم ہوتے ہین، پڑھتے وقت یہ محسوس ہوتا ہے، کہ ایک اتھاہ چشمہ اُبل رہا ہے، اور جو الفاظ مثنوی مین کثرت سے آتے ہین، وہ شاعر کے لیے معانی سے لبریز ہین کہ" این سخن پایان ندارد"۔

اقتباسات ذیل گو سیاق سے علٰحدہ ہین تاہم جو شخص عقاید صوفیہ سے مانوس ہے اُسے ان کے سمجھنے مین دقت نہ ہوگی :-

"سخن سایۂ شخص است چون سایۂ اورا جذب کرد حقیقت بطریق اولٰی سخن بہانہ است آدمی را با آدمی از جزو مناسبت جذب میکند بلکہ اگر صد ہزار معجزہ و کرامات می بیند چون اورا ازان نبی یا ولی، جزوی نباشد تناسب سودے ندارد آن جزو است کہ اور ادر ہوس و بیقراری میدارد، در کاہ اگر از کہربا جزوے نباشد ہرگز سوی کہربا نرود آن جنسیت میان ایشان جنسیت است، آدمی را خیال ہر چیزکہ در نظر می آید بسوئی آن چیزی برد خیال باغ بباغ خیال دکان بدکان اما درین خیالہا تزویر پنہان ست نمی بینی کہ فلان جایگاہ میروی پشیمان می شوی ومیگوئی پنداشتم کہ خیر باشد پس این خیالات بر مثال چادر اندر و در چادر کسی پنہانست ہرگاہ کہ این خیالات از میان برخیزد و حقایق روی نماید بے چادر، قیامت باشد، لیکن تبلی السرائر آنجاکہ حال چنین باشد پشیمانی سود ندارد ہر حقیقت کہ ترا جذبہ، می کند چیزی دیگر غیر آن نباشد ہمان حقیقت باشد کہ ترا جذب کرد

لیکن می گویم کہ در حقیقت کشندہ یکی ست نمی بینی کہ آدمی را صد چیز آرزو است ولیکن اصلش گرسنگی است

کہ یکے ست و چون سیر شد میگوید کہ ہیچ نمی خواہم"

"تو کہ کنیز ہیا کردہ ام تو راستی پیشہ کن کہ ہیچ کثرتے نماند۔ راستی ہمچو عصای موسی است و کثرہا چون

سحرہا چون راستی روی نماید ہمہ را بخورد اگر بدی میکنی با خود می کنی ضرر بدیگرے نمی رسد بلیت

مرغی بسر کوہ نشست و برخاست بنگر کہ درآن کوہ چہ افزود وچہ کاست

آدمی اصطرلاب حق است اما منجمی باید کہ اصطرلاب را بداند ....

مراد ازین اشارتہا آنست کہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم فرمود من عرف نفسہ فقد عرف

ربہ، ہمچنانکہ اصطرلاب مبین افلاک است و آئینہ اوست، وجود آدمی کہ لقد کرمنا بنی آدم

اصطرلاب حق است چون حق سبحانہ و تعالی او را بخود عالم گردانید از اصطرلاب وجود خود تجلی بیچون را

وجمال حق را بے کیفیت دمبدم می بیند و ابدآن جمال ازین آئینہ خالی نباشد،،

یاران سوال کردند کہ از نماز چیزے نزدیکتر بحق راہی ہست فرمود کہ نماز ولیکن نماز ہمین

صورت تنہا نیست این قالب نماز است زیرا کہ این نماز اولی و آخریست ہر چیز کہ در حرف وصوت

درآید او را اول و آخر بود و آن صورت و قالب باشد جان بیچون وبے نہایت بود او را اول و آخر

نباشد آخر این نماز را انبیا پیدا کردند .... استغراق وبیہوشی جان نماز است کہ این ہمہ

صورتہا بیرون می ماند و نمی گنجد جبریل نیز کہ معنی محض است ہم نمی گنجد چون در وقت استغراق

عقل مسلوب است شاید کہ توان گفتن کہ تکلیف برخیزد چنانچہ مجنون را در اوقات جنون تکلیف

نیست اگر در روزی چند بار استغراق پیدا شود و عقل مسلوب گردد در آن وقت تکلیف نبود پس

معلوم شد کہ جان نماز استغراق ست در وحدت"

"تن ہمچون مریم است و یکے عیسی داریم اگر ما را درد پیدا شود عیسی ما بزاید و اگر درد نباشد

عیسی ہم ازان کہ راہ نہانی می آمد باز باصل خود رود و ما محروم مانیم ....

این سخن برائے آنکس است کہ او بسخن محتاج است کہ ادراک کند اما آنکہ بے سخن ادراک می کند با وے

چہ حاجت سخن است آخر آسمان وزمین سخن است پیش آنکس کہ ادراک می کند و زائیدہ از سخن است کن فیکون

فیہ ما فیہ میں تین مقامات پر مشہور صوفی حلاج کا ذکر ہے جو انا الحق کا قائل گزرا ہے، اور جسے بغداد

میں ۹۲۲ء میں دار پر موت نصیب ہوئی۔ ان میں سے سب سے زیادہ اہم و مفصل موقع کی عبارت حسب ذیل ہے

"عجب آنکہ مگس بالا می پرد و پرش می جنبد چون در انگبین غرق شود ہمہ اجزائے او یکسان گردد

ہیچ حرکت نہ کند استغراق آن باشد کہ او درمیان نباشد و او را جہد و حرکت نماند ہر فعل کہ از و آید آن فعل

او نباشد اگر ہنوز در آب دست و پائے می زند او را غرق نگویند اگر بانگی زند کہ آہ غرق شدم این را نیز استغراق نگویند

آخر این انا الحق گفتن ہم ازین معنی است مردم می پندارند کہ دعوی بزرگ ست، انا العبد دعوی

بزرگ است انا الحق تواضع عظیم است آنکس کہ او انا العبد میگوید دو ہستی را اثبات می کند یکے خود را و

یکے خدا را اما آنکہ انا الحق میگوید خود را عدم کرد و بباد بر داد و می گوید انا الحق یعنی من نیستم ہمہ اوست جز خدا

را ہستی نیست و این غایت تواضع و انکسار است خود را،،

سیو سینا نے جس وقت نظر کے ساتھ حلاج کے اصول وعقائد کی تشریح کی ہے، اس

سے واقف ہونے کے بعد یہ مشکل ہی سے باور ہو سکتا ہے کہ حلاج کا وہ مسلک تھا، جو اقتباس

بالا سے ظاہر ہوتا ہے، جلال الدین کا مسلک جو کچھ بھی ہو، وحدت وجود بہرحال نہ تھا، میں نے اپنی

ایک دوسری تصنیف[1] میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے، کہ مثنوی کے مصنف کو وحدت وجود کا قائل کہنا

کہاں تک درست ہو سکتا ہے، اور اس لیے یہاں اس بحث کو نہیں چھیڑتا، البتہ یہاں اس جدید سلسلہ

سے ایک عبارت نقل کرتا ہوں جس سے ظاہر ہو گا کہ جلال الدین ایک خاص حد تک بقا و

ورود شخصی کے قائل تھے:۔

[1] کتاب موسوم بہ Idia of Personality in Sufiism

آدمی یار خود راز دد گم میکند نہ بینی کہ درین عالم چون با شخصے دوست شدۂ و در نظر تو یوسفیست

بیک فعل قبیح از نظر تو پوشیدہ می شود و او را گم می کنی وصفت یوسفی در وصفت گرگی مبدل می شود،

کہ در آن زمان او را یوسفی میدیدی اکنون بصفت گرگش می بینی ہر چند کہ صورت او مبدل نشد

و ہمان است کہ میدیدی باین یک حرکت عارضی او را گم کردی فردا کہ حشر ظاہر گردد واین ذات

بذاتِ دیگر مبدل شود چون او را نیک نشناختہ باشی و در ذات وے نیک فرو نرفتہ باشی چونش

خواہش شناختن حاصل آنکہ ہمدیگر را نیک نیک باید دیدن واز اوصاف بد و نیک کہ در ہر آدمی مستعار

است، درگذشتن و در عین ذات او رفتن و نیک نیک دیدن کہ این اوصاف کہ مردم از ہمدگر می بیند

اوصاف اصلی ایشان نیست ۔۔

فیہ ما فیہ، اگرچہ اغلباً، بحیثیت مجموعی مستند ہے، تاہم بعض مقامات مشتبہ بھی ہین، مثلاً یہ باور کرنا

دشوار ہے، کہ جلال الدین نے کبھی یہ الفاظ کہے ہون:۔

"من از کجا و شعر از کجا" واللہ کہ من از شعر بیزارم کہ ازین دون ترچیزے نیست، این یاران

کہ نزد من می آیند، از بیم آنکہ ملول نشوند شعرے می گویم، تا بآن مشغول شوند"

لیکن اس مضمون مین تنقید مقصود نہین، خاتمہ پر دو حکایات درج کرتا ہون، جن سے ظاہر

ہوگا کہ جلال الدین بغیر شعر گوئی کے بھی احباب کو خوش دل رکھ سکتے تھے،

حکایت اول، اس ارشاد نبوی کی تمثیل مین ہے، کہ جو شخص دین مین در آتا ہے، اُسے خلاصی

نہین ملتی تا وقتیکہ وہ ماسوی سے بالکل آزاد نہ ہو جائے :۔

"معلمے از غایت بے نوائی در زمستان دراعہ کتان پوشیدہ بود مگر خرسے را سیلاب ربودہ

بود و میرفت سرش در آب نہان بود کودکان گفتند اینک پوستینی اے استاد برگیر از آب

معلم خواست کہ او را برگیرد خرس او را برگرفت کودکان گفتند ای استاد زود باش و پوستین

را بیرون آر و گر نہ بگذار گفت من او را ہا کردہ ام او مرا نمی گذارد،

دوسری حکایت قانون مکافات عمل پر روشنی ڈالتی ہے، اور اس امر کے ثبوت مین ہے

کہ بالفاظ جلال الدین، یہ عالم مثل پہاڑ کے ہین، خیر و شر جو کچھ ہمارے منہ سے نکلتا ہے، اسی

کی صدائے بازگشت سننا پڑتی ہے:۔

"شخصے از درخت کسے میوہ میریخت خداوند باغ آمد گفت چرا چنین میکنی از خدا نمی ترسی

گفت چرا ترسم درخت ازان خدا و باغ ازان خدا و من بندۂ خدا بندۂ خدا می خورد مال خدا گفت

ساعتے صبر کن تا ترا جواب گویم فرمود رسن بیارید و او را بر درخت بندید و می زنید تا جواب

ظاہر گردد چوب بسیار بخورد و فریاد برآورد کہ آخر از خدا نمی ترسی مرا بنا حق کشت گفت چرا ترسم

تو بندۂ خدا و این چوب خدا، چوب خدا می زنم بر بندۂ خدا، کُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللہِ۔

(۳) ابن رشیق اور المعز

ابن رشیق کی وفات (۳)

مورخین لکھتے ہین کہ اسکی وفات شہر مازر مین (Mazzara) واقع ہوئی جسکی طرف امام[1] مازری منسوب ہین، مازر صقلیہ کے اکثر شہرون کے بعد مسلمانون کے ہاتھ سے نکلا ہے، اور غالبًا اسکی موت کے زمانہ مین اکثر مسلمان ہر طرف سے سمٹ سمٹا کر اور رجار کی فتوحات سے تنگ آآ کر یہان جمع ہو گیے تھے، کہ مازر کسی طرح ہمارے دوست کا مطمح نظر نہ ہو سکتا تھا اس لیے کہ دار السلطنت تو بلرم (Palermo) تھا، یون بھی مازر اور اسکا بندرگاہ مرسی علی بالکل مھدیہ کے سامنے ہے گویا یہان پا برکاب ہونے کے لیے سب جمع ہوئے تھے، شریف[2] ادریسی لکھتا ہے کہ افریقیہ کے لوگ عمومًا مرسی علی کی طرف سفر کرتے ہین جو مازر سے ۱۲ میل ہے،

رہا سنہ وفات تو ابن[3] خلکان لکھتا ہے کہ ۴۶۳ھ ہے (ناچیز کہتا ہے اسی سال مسند العراق ابو بکر الخطیب البغدادی کا انتقال ہوا ہے) پھر لکھتا ہے کہ "مین نے ایک فاضل کی قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ وہ ۴۵۶ھ مین شہر مازر مین مرا ہے مگر پہلا قول اصح ہے" پھر کوئی ایک سطر آگے لکھتا ہے "وقیل انہ توفی لیلۃ السبت غرۃ ذی القعدۃ[4] ۴۵۶ھ" اور مختصر[5] انبار الرواۃ بانباء النحاۃ مین ہے "مات بمازر فی طلق (فالج) سنۃ خمسین واربعمائۃ" پہلے قول کی بنا پر اسکی عمر ۳۰ سال ہوتی ہے اور دوسرے کے مطابق ۶۶، کشف الظنون کا ۴۵۶ھ در اصل ابن خلکان سے لیا گیا ہے، اب صاحب لبا[6] کا غلط در غلط قول ملاحظہ ہو، پہلے لکھتا ہے کہ اسکی وفات کا سنہ ۴۵۶ھ ہے پھر کہتا ہے "اور بقول ابن خلکان ۴۵۳ھ جو رحلۃ الی صقلیہ کا سال ہے، پہلا قول ہمارے

---

[1] ابو عبد اللہ محمد بن علی المازری الفقیہ المحدث مصنف کتاب المعلم بفوائد کتاب مسلم۔ ابن خلکان ۱/ ۶۰۲، [2] نزہۃ المشتاق۔ صقلیہ ۴۰، [3] ۱/ ۱۳۳، [4] صقلیہ ۷۷،

نزدیک اصح ہے کہ اکثر مورخین کہتے ہین کہ وہ ستر سال کا ہو کر مرا ہے اس سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ اس کا سنہ ولادت ۳۸۵ھ ہے واللہ اعلم"، ناچیز کہتا ہے اس پوری عبارت مین بجز واللہ اعلم کے اور کوئی جملہ صحیح نہین، بچارے ابن خلکان کو ناحق بدنام کیا ہے اس نے تو بجائے ۴۵۳ھ کے ۴۶۳ھ لکھا ہے اور وہ بھی اسمائے اعداد کے ذریعہ، ستین کے معنی کسی لغت مین پچاس کے نہین، پھر یہ جملہ "جو رحلۃ الی صقلیہ کا سال ہے" کہکر ۴۵۳ھ کی اور تائید کرتا ہے کہ سچ مچ سسلی جانے کا یہی سال ہے، پھر وہی "ہندوستان بیا دلیل افتاد" ابن خلکان کے اس فرضی قول کو اپنے مخترعہ سنہ ولادت یعنی ۳۸۵ھ کے لیے دلیل گردانتا ہے، وھل ھذا الاسفسات دفندٌ،

تالیفات

(۱) کتاب العمدۃ فی صناعۃ الشعر ونقدہ اس کتاب کا نام ہی اسکا عنوان ہے، فنون شعر و شاعری پر ایک راویہ جہبذ کی تالیف ہے، اس موضوع پر اس سے پہلے ابن المعتز قدامۃ الکاتب قاضی جرجانی اور ابو ہلال العسکری وغیرہم نے قابل قدر کتابین لکھین مگر عمدہ سے کسی کو کیا نسبت؟ جس طرح ایفائے مباحث تفریع وتوزیع الواب، منصفانہ نقد وجرح، اور استیعاب ادوات کتابہ وشعر العمدہ مین پایا جاتا ہے کسی اور مین اسکی چوتھائی بھی نہین، ابن خلدون نے اپنے مقدمہ مین اسکا کئی جگہ[1] ذکر کیا ہے ایک جگہ اس بات کا ذکر کر کے کہ شعر گوئی کے لیے نشاط وفراغ خاطر از بس ضروری ہے لکھتا ہے،

"ذکر ذلک ابن رشیق فی کتاب العمدۃ وھو الکتاب الذی انفرد بھذہ الصناعۃ واعطاء حقھا ولم یکتب فیھا احد قبلہ ولا بعدہ مثلہ،

---

[1] مصر ۱۳۱۱ھ ۵۷۳، ۵۸۱، ۵۸۴، ۵۸۶، وغیرہا،

پھر اس سے کچھ آگے چلکر لکھتا ہے، "وبالجملة فهذه الصناعة وتعلمها مستوفیً فی کتاب العمدة لابن رشیق، صاحب لبساط کہتا ہے یہ ۱۲۶۷ھ یا اس سے پہلے کی تصنیف ہے، والعمدة علیہ"

ناچیز کہتا ہے کہ العمدہ میں ہے کہ "مین نے ایک شاعر کی فرمائش پر اگلے ابیات مہدیہ مین خدمت المعز مین پہنچکر کہے تھے" جن مین کا ایک بیت یہ ہے،

الی الملك المعز أبی تمیم أمرّ بمن سواء ولا أعیج

یہ واقعہ بہت سے اوہام پیدا کرتا ہے (۱) العمدہ مہدیہ پہنچنے کے بعد لکھی گئی ہے (۲) اور پھر الموذج اور قراضة الذہب شاید مہدیہ یا صقلیہ مین لکھی گئی ہون، دھنی اخلاف المعلوم والمراد (۳) وغیرہ وغیرہ،

ناچیز کے ناقص خیال مین اسکا حل صرف یہ ہوسکتا ہے کہ یہ عبارت مع ابیات عمدہ کے اتمام کے بعد مہدیہ مین ملائی گئی ہو جو چندان مستبعد نہین جس طرح آیندہ آئیگا کہ کسی نے دعوی کیا تھا کہ العمدہ کے کچھ حصے ابن رشیق نے اسکی کتاب سے چرائے ہین اور خود ابن رشیق نے اس کا العمدہ مین ذکر کیا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہ بات بعد اتمام کتاب ملائی گئی ہے، واللہ اعلم

صقلی[1] نے العمدہ کا مختصر العمدة لکھا ہے کما فی الکشف اسی طرح موفق الدین البغدادی[2] نے بھی اسکو مختصر کیا ہے، ابن الابار اپنی کتاب التکملہ لکتاب الصلہ مین بذیل ترجمہ ابوبکر بن السراج النحوی لکھتے ہین[3] کہ انھون نے العمدہ کا مختصر لکھا ہے اور ابن رشیق کی غلطیان بھی دکھائی ہین، ناچیز کہتا ہے کہ نقادون کے اغلاط دکھانے سے کتاب کی اہمیت مین مطلقاً فرق نہین آتا، حمزہ اصفہانی نے کتاب التصحیفات مین کامل المبرد وغیرہ وغیرہ کی غلطیان نکالی ہین اسی طرح

[1] ۱۵ ۱۵، [2] بقول صاحب لبساط ۶۲۹ھ، [3] علامہ ابن القطاع (استاذ ابن بری مصنف کتاب الافعال ہین) اور کہ یہ کتاب عمدہ کا مختصر نہین بلکہ شرح ہے، کشف الظنون رسم العمدة وفوات الوفیات ۲ × ۲۲، نمبر ۵۷۶ ج ا، ۱۹۱ مطبوعہ اندلس ولفظہ محمد بن عبد الملک الشنتمری یعرف بابن السراج ویکنی ابابکر (الی ان قال) لہ اختصار فی کتاب العمدة لابن رشیق وتنبیہ علی اغلاط فیہا (الی ان قال) توفی بمصر

ابو عبید البکری نے کتاب التنبیہ علی اغلاط ابی علی البغدادی فی الامالی لکھی ہے، جسکا ایک نہایت عمدہ نسخہ ابھی ابھی بیروت والون کو ملا ہے، حالانکہ اسی ابو عبید نے اسکی ایک شرح مسمی باللآلی بھی لکھی ہے،

العمدہ کی پہلی جلد تونس مین قریباً ۱۲۸۰ھ مین چھپی تھی، پھر پوری کتاب ۱۳۲۵ھ مین مصر مین چھپ گئی، تین قلمی نسخون سے اسکا مقابلہ کیا گیا ہے جن مین غالباً المکتبة الخدیویہ کا نسخہ بھی ہے جو نہایت صحیح وسالم ہے، ابن رشیق نے العمدہ کے آخر مین فنون شعر کے علاوہ اور بھی کئی فنون متعلق ادب سے بحث کی ہے جس سے انسان کو ان علوم کی طول طویل مصنفات سے ایک حد تک مستغنی کر دیا ہے، یعنی باب الانساب وما یتعلق بہا، باب ایام العرب، باب معرفہ ملوک العرب، باب الخیل ومذکوراتہا، باب اغالیط الشعراء والرواة (یہ باب کتاب الصناعتین اور الوساطہ مین بھی نہایت تفصیل سے ہے،) و باب منازل القمر وانوائہا، اور باب الاماکن والبلدان وغیرہ،

العمدہ[1] مین ایک اہم واقعہ کا ذکر کرتا ہے یعنی کہ کسی خام علم نے اس پر سرقہ کا دعوی کیا تھا،

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک آدمی جس کے مذہب مین جھوٹ ناروا نہین اور جسکو خوف فضیحت بھی نہین مدعی ہے کہ مین نے اس کتاب کے بعض مسائل اس سے لیے ہین، حالانکہ اگر اب بھی وہ اس سے پوچھے جائین تو اپنی لاعلمی ظاہر کرنی پڑیگی، امتحان دعوی کا خاتمہ کر دیا کرتا ہے..... مجھے کچھ ضرورت نہ تھی کہ اسکا نام لیکر اپنی کتاب کو ملوث کرون کہ مین کیون پست ہوکر اس کے ساتھ صف مساوات مین کھڑا ہون مگر اندیشہ تھا کہ میری خاموشی سے کہین میرا عجز وتقصیر نہ مفہوم ہو الخ

(۲) الموذج الزمان فی شعراء قیروان ہرچند کہ اب اس بیش قیمت کتاب کا کہین سراغ نہین ملتا مگر ہم سے پہلے اکثر علماء کو مل چکی ہے، یہ کتاب العمدہ کے بعد لکھی ہے[2]، باب التکسب بالشعر

[1] ۲ × ۱۸۶۔ [2] ۱ × ۵۲، عمدہ۔ المشرق ۱۹۱۰۔ ۲۰۰ سنہ ۱۹۱۳ء

والانفة منه- مین بدین الفاظ اسکی بشارت دی ہے،

ہمارے عہد کے شعراء اسی قسم کے ہین الا من شاء اللہ- مین اپنے عہد کے شعراء کے ایک طبقہ کو ایک مستقل کتاب مین ذکر کرونگا انشاءاللہ

یہ کتاب بہت پھیلی ہے اہل اندلس کو بھی ملی ہے تکملہ ابن الابار مین اس کے دو حوالے ہین- ناچیز کہتا ہے کہ قیروان کے ذکر مین مین نے ادباء و شعراء کی ایک فہرست دی ہے، جس مین کے اکثر انموذج سے بالواسطہ ماخوذ ہین گویا اس طرح اس کتاب کا ایک جزء زندہ ہو گیا فللہ الحمد

(۳) قراضة الذہب فی نقد اشعار العرب اس کے متعلق ابن خلکان[۱] لکھتا ہے وھو لطیف الحجم کبیر الفائدة- ابن خلکان[۲] اور ابن الابار[۳] ہر دو کو یہ کتاب ملی ہے دونون اس سے ناقل ہین کہ ابن ہانی کی وفات ۳۶۲ھ مین ہوئی ہے مگر ابن الابار نے پہلے ۳۶۱ھ لکھا ہے جس طرح الاحاطہ[۴] مین لسان الدین نے بھی لکھا ہے عمدہ[۵] مین بدین الفاظ اسکا ذکر آیا ہے،

باب المعانی المحدثة- مین اس مضمون (متقدم اور متاخر شعراء کے مشترک خیالات اور ہر دو طبقون کے مخصوص و مخترع مضامین) پر ایک مستقل تالیف لکھونگا جسمین متاخرین کے مخترعات اور اونکے اور متقدمین کے باہمی مشترکات وانکشاف کر دکھاؤنگا،

اس رسالہ کا ایک نسخہ المکتبة[۶] الاہلیة بپارلیس (ببلیوتھک نیشنل پارس) بذیل نمبر فہرست ۳۰۱۷ (تذکرہ ۱۰۳۳۴ جس طرح انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مین ہے) موجود ہے، اس کے صفحات ۹۲ اور اوراق ۴۶ ہین، یہ ابوالحسن علی بن ابی القاسم اللواتی کے نام مکتوب کی شکل مین ہے وادلہ

اما بعد امتع اللہ اخوانك ببقائك وکفاھم الاسواء فیك وجعلنی من بینھم الفداء تک الخ

---

[۱] ۱ × ۳۳ ، [۲] ۲ × ۲۵ ، [۳] التکملہ نمبر ۳۵ ج ۱ × ۱۰۳ ، [۴] ۲ × ۲۱۴ - [۵] ۲ × ۱۸۷ ، [۶] یہ ایک مجموعہ کی ساتوین اور آخری کتاب ہے، فہرست کے مؤلف کا خیال ہے کہ یہ سولہوین سے سترھوین عیسوی تک کی نقل ہے،

اس مین تمام اگلے پچھلے شعراء کے سرقات کی قلعی کھولدی ہے،

(۴) کتاب الشذوذ فی اللغة اس مین ہر باب کے شواذ جمع کر دیے ہین، بقول صاحب بساط[۱] پھر خود ہی اسکی ایک شرح بھی لکھی ہے،

(۵) دیوان ابن رشیق- ابن خلکان ترجمہ ابن یعیش شارح مفصل مین لکھتا ہے، وہ عموماً یہ عینیہ ابیات ابن رشیق کی طرف منسوب کر کے پڑھتے تھے (تم ذکرہا) مگر مجھے اس کے دیوان مین کہین نہ ملے،

ناچیز کہتا ہے اسی طرح یاقوت نے ابن رشیق کے ترجمہ مین اس عینیہ کے کچھ ابیات فسخ الملح سے نقل کیے ہین، پھر لکھتا ہے کہ یہ پورا عینیہ مجھے کہین نہین ملا- حالانکہ یہ دس ابیات کا عینیہ العمدہ (۲ × ۱۳۱) مین موجود ہے، اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ دیوان مین اسکا تمام کلام نہین، دیوان کے کچھ مقتبسات تالیف ابو محمد عبداللہ بن یحیٰی بن حمود الحزمی (؟) مع منتخبات کلام مہیار دیلمی ابوالحسن الصقلی اور ابن الحکاک المکی کتبخانہ اسکوریال کی فہرست مرتبہ درنبورغ مین بذیل نمبر ۴۶۷ موجود ہے، اماری نے مجموعہ[۲] تواریخ صقلیہ مین اسکا کچھ اقتباس دیا ہے[۳]

(۶) میزان العمل فی تاریخ الدول بقول چلپی اس مین ہر بادشاہ کے ایام حکومت گنائے ہین بس

(۷) شرح موطأ امام مالک کما فی الکشف،

(۸) تاریخ قیروان کما فی الکشف

(۹) الروضة الموشیة فی شعراء المہدیہ بقول صاحب بساط یہ مہدیہ مین لکھی ہے،

(۱۰) کتاب المساوی فی السرقات الشعریة- بساط

(۱۱) مختصر الموطأ کذا فی البساط مگر اندیشہ ہے کہین شرح موطا کو مختصر الموطا نہ سمجھ لیا ہو،

(۱۲) انموذج اللغة،

---

[۱] ص ۶۸ -

رسائل ردّ و جرح معاصرین

(۱۳) رفع الاشکال و دفع المحال

(۱۴) ساجور الکلب

(۱۵) نجح الطلب

(۱۶) قطع الانفاس

(۱۷) مسخ الملح و نسخ اللمح یاقوت نے اس سے کچھ ابیات نقل کیے ہیں

ان پانچ رسائل کا صاحب فوات الوفیات[1] نے ذکر کیا ہے،

(۱۸) نقض الرسالة الشوذیة والقصیدة الدعیة

(۱۹) الرسالة المنقوضة

از البساط

صاحب بساط الصلاح الصفدی سے ناقل ہے،

"وقفت علی هذہ المصنفات والرسائل جمیعها فوجدتها تدل علی تبحرہ فی الادب واطلاعه علی کلام الناس ونقله لمواد هذا الفن وتبحرہ فی النقل"

میرے یا ابن رشیق کے چند اوہام

"چھوٹا منھ بڑی بات"

(۱) فصل المضاف بین المضافین، ابن رشیق العمدہ[2] میں اپنے استاذ عبدالکریم کی عبارت نقل کرتا ہے "هذا الملح واشرف ما وقع فیه الوصف" مگر خاموشی کی وجہ سے اسکی ذمہ داری ابن رشیق پر عائد ہوتی ہے، دو مضافون کا ایک مضاف الیہ پر وارد کرنا چونکہ آجکل کے اچھے اچھے مصریون اور شامیون کا معمول ہے اس لیے تنبیہ ضروری تھی، کتاب سیبویہ میں ہے[3]،

۱؎ ۲۰۴ x ۲ - ۲؎ ۹۸ x ۲ - ۳؎ بولاق ۱ x ۹۰ - ۹۲

"وما جاء فی الشعر قد فصل بینه وبین المجرور (وانشد ابیاتا ثم قال) وقول الاعشی الا علالة او بداهة قارح (البیت) فهذا اقبح ویجوز فی الشعر علی هذا مررت بخیر وافضل من ثم .... وقال الفرزدق،

یا من لمی عارضا اسرّبه   بین ذراعی وجبهة الاسد -

قریب قریب یہی بیان مفصل میں بھی ہے،

(۲) الخطا فی الروایہ - سیف الدولہ کے مشہور ضادیہ ابیات جن میں قوس قزح کی صفت ہے یتیمة الدهر[1] اور الشریشی[2] وغیرہ میں اُسی کی طرف منسوب ہیں، ثعالبی کے الفاظ یہ ہیں انشدنی ابوالحسن محمد بن محمد الافریقی المتیم لسیف الدولہ فی وصف قوس قزح وهو احسن ما سمعت فیه علی کثرته الخ - مگر ابن رشیق نے العمدہ[3] میں انکو ابن الرومی کی طرف منسوب کیا ہے - ثعالبی متقدم العصر، مشرقی ہونے، اور بہ سلسلہ سند روایت کرنے کے باعث قابل ترجیح ضرور ہے، میں جزماً کچھ نہیں کہہ سکتا مگر یہ ضرور ہے کہ ابن رشیق کا یہ قول خلاف ارجح بلکہ شاذ ہے،

(۳) الخطا اللغوی - سیف مشرفی منسوب بہ مشارف یمن یا شام ہے، یا منسوب بہ مشرف (وضبط ایضا مختلف فیه) جو یمن کا کوئی قریہ ہے یا کوئی لوہار ہے یہ اقوال معجم ما استعجم اور معجم البلدان میں بذیل مشرف و مشارف بالتفصیل مذکور ہیں، مگر ابن رشیق نے العمدہ[4] میں لکھا ہے،

سیف مشرفی منسوب بہ مشرف جو یمن کا ایک قریہ ہے جہان تلوارین بنتی تھین،

مگر اس آدمی کا قول جو اسکو مشارف الشام یا مشارف الریف کی طرف منسوب بتاتا ہے علماء کے نزدیک ناقابل التفات ہے ہر چند کہ بعضون نے ایسا ہی کہا ہے،

ناچیز کہتا ہے کہ ہر چند مشہور قول کی تضعیف کی کوئی وجہ نہین لکھی شاید اس لیے کہ وہ لم

۱؎ ۱۹ x ۱ - ۲؎ ۹ x ۲ - ۳؎ ۱۸۴ x ۲ - ۴؎ ۱۰۰ x ۲،

چونکہ ہند سے آتا تھا اس لیے تلوارین یمن ہی مین بنتی چاہئین نہ کہ شام مین مگر یہ صحیح نہین اس لیے کہ تلوارین شام کے آل غسان کے دار السلطنت بصری کی طرف بھی منسوب کیجاتی ہین کما قال الحماسی

صفائح بصری اخلصتہا قیونہا ومظّرد امن نسج داؤد مبہما

خیر مجھے تو یہان ابن رشیق سے بحث ہے نہ مشارف سے نہ مشرف سے، آئیے ہم دکھاتے ہین کہ وہ خود ہی اپنے شعر مین مشرفی کو منسوب بہ مشارف لکھتا ہے اور طرۂ یہ کہ یہ شعر بھی العمدہ ہی مین ہے جو سراسر پچھلے قول کی خلاف ورزی ہے،

وقد نازعت نفضل الزمام ابن نکبۃ هوالسیف لاما اخلصتہ المشارف

نقولہ ولیس قول من قال . . . . . لبشئ الخ هذا القائل هوابن اخت خالتہ

رحمہ اللہ وارسل علی حفرتہ شآبیب الرحمۃ والرضوان انہ قریب مجیب

علم الکلام

مولنا شبلی مرحوم کی وہ مشہور تصنیف جس مین علم الکلام کی تاریخ اور اس کے عہد بعہد کی ترقیان اور تدریجی رفتار، اور ہر دور کے اکابر متکلمین کے مسائل و مجتہدات پر تبصرہ ہے، مدت ہوئی کہ ناپید ہوگئی تھی، اب مطبع معارف نے نہایت عمدہ کاغذ پر اہتمام کے ساتھ چھاپا ہے اعلیٰ قیمت

"مینیجر"

سلہ ۱۵۰۱۰ -

نفسیات اشتہارات

از

مولوی رباج الدین صاحب بی اے، بی ٹی، اسسٹنٹ پروفیسر نفسیات، اوننگ کالج

عام طور پر ہر ملک کے معاشی ارتقاء کے تین مدارج تسلیم کئے گیے ہین، سب سے پہلا درجہ وہ ہوتا ہے جب کسی گاؤن کے لوگ انفرادی طور پر اپنی ضروریات کے پورا کرنے مین مشغول نظر آتے ہین۔ اس حالت مین تجارت کا کوئی وجود نہین ہوتا، اشیاء کی قدر معاشی کا تعین بجائے روپیون کی تعداد کے مقدار اشیائے متبدلہ سے ہوتا ہے، اول خویش بعدہ درویش؛ معاشی جد وجہد کا اصول قرار دیا جاتا ہے، ہر شخص جو کچھ پیدا کرتا ہے، اوسکا مقصد اول خود اپنی ضروریات کی کفالت ہوتا ہے، اور جو کچھ بچ رہتا ہے وہ دوسرونکو دے کر ان سے دوسری احتیاجات پوری ہوتی ہین،

اس دور اول کے بعد جسے ہم بجا طور پر خود۔کفالت۔ کے نام سے تعبیر کر سکتے ہین؛ دوسرا دور شروع ہوتا ہے، اس دور کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دوسرونکی ضروریات معیار قرار دیجاتی ہین، نجار، زرگر، پارچہ باف، غرضکہ تمام صناع اور دست ورز افراد جو کچھ پیدا کرتے ہین وہ دوسرے بازارون کے لیے پیدا کرتے ہین، ظاہر ہے کہ اس حالت مین کاروبار، اور خرید و فروخت کا صحیح معنون مین آغاز ہوتا ہے، فلان مقام پر کس چیز کی ضرورت ہے؟ فلان تہوار کے موقع پر کس قسم کے لوگون کا مجمع ہوتا ہے؟ آج کل کا فیشن کیا ہے؟ یہ سوالات ہین جنکا لحاظ ضروری ہوتا ہے، اس کے بعد جو دور آتا ہے اور جسے

معاشیات مین فیکٹری کے درجہ کے نام سے موسوم کرتے ہین، اُنمین پیدائش اشیار بہت بڑے پیمانہ پر عمل مین آتی ہے دوسرے ملک بھی حلقہ تجارت مین داخل ہوجاتے ہین، اور اس طرح سے بائع اور مشتری ایک دوسرے سے الگ ہوجاتے ہین، یہی وہ حالت ہے جہان اشتہارات کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے، اور پرانے لوگون کے خیال کے بالکل خلاف، تجارت مین "سروئے دلآرام" کے لیے "مشاطہ" کی ضرورت تکلف کی حد سے گزر کر لوازمات کے زمرہ مین شامل ہوجاتی ہے،

دوبدو خرید و فروخت مین جو کام بائع کی چرب زبانی کرتی ہے بالکل وہی غرض اشتہارات کی بھی ہوتی ہے، انکا منشا یہی ہوتا ہے کہ خریدارون کے سامنے عام ضرورت کی اشیار کا ایسے الفاظ مین ذکر کیا جائے کہ انکی خواہشات کو تحریک ہو، یہی چیز ہے جو اشتہارات کو بھی دوسرے محرکات ترغیب کی صف مین لاکر کھڑا کردیتی ہے اور اسی حیثیت سے انکی نفسیاتی خصوصیات پر غور کیا جاسکتا ہے، یون تو ہر شخص جب کسی دکان مین داخل ہوتا ہے، تو کوئی نہ کوئی خواہش لیے ہوئے جاتا ہے، بسا اوقات یہ خواہش موہوم ہوتی ہے، اس صورت مین دکاندار کی چرب زبانی اور لسانی کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اسے پرزور بنادیا جائے، اسی طرح اشتہارات کا مقصد بھی اسی خواہش کو بیدار کرکے اسے قوی تر بنانا ہوتا ہے، اس قسم کے اشتہارات جلب منفعت کے لیے دئے جاتے ہین، ترغیب تحریری کی دوسری اصناف کی طرح، اشتہارات کی ترغیب بھی تنظیم و ترتیب لیے ہوئے ہوتی ہے، جذبات کو مشتعل کرنا، متخیلہ کی ریشہ دوانیان استدلال کی تائید، یہ سب باتین ادنی پیمانہ پر لیکن بدلی ہوئی نوعیت کے ساتھ اشتہارات مین بھی نظر آتی مین، الفاظ کے ساتھ ساتھ تصاویر سے بھی مدد لیجاتی ہے، اور اس طرح سے توضیح و تشریح کے ساتھ ساتھ تفریح بھی ہوجاتی ہے،

یون تو اشتہارات کا مدعا اکثر و بیشتر یہی ہوتا ہے کہ لوگون کو خرید و فروخت کی ترغیب دیجائے، لیکن زمانہ موجودہ مین انکا حلقہ اثر وسیع ہوتے ہوتے سیاست، اور (حتی کہ انگلستان مین) مذہب پر بھی حاوی ہوگیا ہے، تبلیغ و اشاعت کا کام انہی کے ذریعہ سے لیا جاتا ہے، قومی اور سیاسی مباحث سے عوام کو روشناس کرانے کے لیے، اور انکی تائید حاصل کرنے کے لیے بھی اسی واسطہ کو کام مین لایا جاتا ہے، میونسپلٹی اور کونسلون کے انتخابات، ترک موالات، فراہمی زر اعانت، سوراج اور ایسے بہت سے سیاسی اور معاشرتی مسائل پر متعدد اشتہارات نظر سے گزرتے ہین، خود حکومت بھی تبلیغ و اشاعت کے مستقل محکمے قائم کرتی ہے، مجروحین کی امداد، فوجی بھرتی وغیرہ کے متعلق مختلف سرکاری دارالاشاعتون سے اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہین، اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس قسم کے اشتہارات کی کامیابی بحیثیت محرکات ترغیب بہت کچھ ہے،

اشتہارات کے خصائص سے ناظرین کو روشناس کرانے کے لیے، اور ان کے اساسی اصول نفسیہ سے واقف کرنے کے لیے ذیل کی مثال بہت کچھ مفید ہوگی یہ اشتہار زمانہ جنگ مین برطانوی وزارت خدمت قومی کیطرف سے شائع کیا گیا تھا،

"**دشمن** کی نیت تمھین فاقون مارنے کی ہے، اسکی کوششون کو غارت کردو، برضا و رغبت **قومی خدمت** کے لیے خود کو وقف کردو **برطانیہ کو ہر حال مین** جلد از جلد دوسرون کی مدد سے بے نیاز ہوجانا چاہئے، جنگ کے قابل افراد کو سبکدوش کرکے جلد از جلد **صلح** حاصل کرنے مین مدد دو، آج ہی اپنا نام لکھاؤ، **ابھی ابھی** جاکر نزدیک ترین ڈاکخانہ یا دفتر خدمت قومی سے **رضاکارانہ خدمت** کا تختہ لے آؤ، اور اس پر **ابھی ابھی** دستخط کردو،"

ہر عمل ترغیب کا آغاز کسی نہ کسی خواہش یا عقیدہ سے ہوتا ہے باوجود ترغیب دہندہ

کے ذہن مین قبل از قبل موجود رہتا ہے، مذکورۂ بالا اشتہار مین بھی اگر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ مشتہر کی ترغیب جس خواہش سے شروع ہوئی، وہ یہ ہے کہ قومی خدمت کے لیئے رضاکارون کی کثیر ترین تعداد جلد از جلد فراہم کیجائے،

مشتہر کی خواہش تو معلوم ہوگئی، اب آؤ یہ دیکھین کہ یہ خواہش اس کے دماغ مین کیون پیدا ہوئی؟ لازم ہے کہ اس سے کسی جذبہ یا فطری رجحان کی تشفی ہو، ورنہ اسکا وجود ہی نہ ہوتا، وہ کونسے جذبات ہین جو مشتہر کے دل مین پیدا ہوئے، اور جن کو وہ بذریعۂ اشتہار دوسرون مین بھی پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ ان کی تحریک سے لوگ اس کے حسب منشا عمل کرین، صیانتِ حیات کا جذبہ ہر شخص کے دل مین فطرۃً موجود ہوتا ہے، اسکو اشتعال دینے کے لیے یہ کہا گیا کہ دشمن کی نیت ہمین فاقون مارنے کی ہے، یعنی وہ ذرائع بہم رسانی خوراک کو مسدود کردینا چاہتا ہے، جذبۂ حب الوطنی کو تحریک دینے کے لیے یہ کہا گیا کہ "برطانیہ کو جلد از جلد دوسرونکی مدد سے بے نیاز ہوجانا چاہئیے" یہ کہکر کہ دشمن کا حملہ وسائل بہم رسانی خوراک پر ہے، لوگون کے دلون مین غصہ و غضب کے جذبات برانگیختہ کیے گیے، ان سب جذبات کی ملی جلی طاقت نے مشتہر کے دل مین یہ خواہش پیدا کی کہ فوج بھرتی کیجائے، اور چونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر یہی جذبات لوگون کے دلون مین بھی پیدا کردئے جائین گے تو وہ اس کے حسب خواہش عمل کرین گے، اس لیے اس اشتہار کی وساطت سے یہی جذبات انکے دلون مین پیدا کرنے کی کوشش کیگئی،

ان جذبی عناصر کے علاوہ، اگر اس اشتہار کو بغور دیکھا جائے تو عنصر ذہنی بھی مختصر اور عام فہم دلائل کی شکل مین نظر آتا ہے، لوگون کے سامنے یہ کلیہ پیش کیا گیا کہ فوج مین بھرتی ہونے والے اپنی حب الوطنی کا ثبوت دینگے، اور وہ اس طرح سے کہ فاقونکی مصیبتون کو دور کرنا، دشمن کو شکست دینا، برطانیہ کو بیرونی امداد کیطرف سے بے نیاز کردینا، یہ بھرتی ہونے والون کا فرض ہوگا

اور یہ سب وطن خواہی، اور خدمت قومی کی بین مثالین ہین، مزید دلیل یہ پیش کیگئی کہ انکی اعانت اور شرکتِ عمل سے جنگ بھی جلد از جلد ختم ہوسکے گی کیونکہ دولت برطانیہ اپنے تعدادی غلبہ کی بدولت دشمن کو صلح پر مجبور کرسکے گی،

جذبی اور ذہنی اپیل سے قطع نظر، ذرا ترکیب عبارت اور ترتیب الفاظ پر بھی غور کرو، طرزِ بیان کتنا پر زور ہے، موقع کی اہمیت، اور تعجیل کی ضرورت ظاہر کرنے کے لیے جلی قلم سے کام لیا گیا، مشتہر نے کمال فطرت شناسی کی بنا پر کہین بھی لفظ جرمن یا جرمنی استعمال نہین کیا، اس لیے کہ دشمن کے "بند" لفظ سے خطرہ کا احساس زیادہ عام ہوجاتا ہے، ضرورت کی شدت ظاہر کرنے کے لیے تمام عبارت امر مین لکھی گئی، ہر پڑھنے والے کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ مشتہر کا روئے سخن اسی کی جانب ہے، عبارت مین جمع مخاطب "تم" استعمال کیا گیا، اور واحد یا جمع غائب کا استعمال (مثلاً لوگون کو چاہئے، یا ناظرین کو چاہئے الخ ...) نہین کیا گیا، قومی مبلغین کے لیے اس آخری اصول پر کاربند رہنا از بس ضروری ہے بغیر اس کے، ترغیب کی کامیابی دشوار ہے، مثلاً ترک موالات ہی کی تحریک کو لو، اگر کوئی مبلغ بدیشی صنائع کے استعمال کی ترغیب کسی مجمع کو دے رہا ہو، تو اسکو چاہئے کہ اپنے منشا، مافی الضمیر کو ایسے الفاظ مین پیش کرے کہ زید، عمر، بکر، سب اپنی اپنی جگہ پر اوسکے خیالات سے متاثر ہون، اور محسوس کرین کہ اوسکی اپیل انھین سے ہے،

جن جن اصولون کا ابھی ابھی ذکر کیا گیا، عام تجارتی اشتہارات بھی انھی پر منحصر ہوتے ہین، مگر یہ قومی کی بجائے انفرادی ہوتے ہین، اور انکا اصل مقصد جلبِ منفعت ہوتا ہے، اوامر سے ان مین بھی اکثر کام لیا جاتا ہے، دلائل البتہ بہت کم ہوتے ہین، اور انکی چندان ضرورت بھی نہین ہوتی، اس لیے کہ زیادہ تر تجارتی اشتہارات خورد و نوش، صحت و تفریح، لباس، مکان وغیرہ کے متعلق ہوتے ہین، اور یہ خواہشات ہر شخص مین فطری طور پر اتنی قوی ہوتی ہین کہ مزید دلائل کے

ذریعہ تقویت پہنچانیکی ضرورت نہین ہوتی، اس لیے صداقت نامون اور اسناد پر اکتفا کیجاتی ہے،
کبھی کبھی کسی سربرآوردہ شخص سے انتساب کرکے ہردلعزیزی حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی ہے،
مثلاً "گاندھی اسٹور" یا "بسرپرستی حاذق الملک" وغیرہ، دلیل کے بجائے دعوون سے البتہ کام
لیا جاتا ہے، مثلاً شدت و ثوق کے ساتھ اپنی مشتہرہ اشیا کو بہترین بتایا جاتا ہے،

عوام الناس جب بتکرار اس قسم کے دعوون کو سنتے ہین، تو کسی قدر ان سے متاثر ہوتے
ہین، اور اس طرح ان چیزونکی خرید کی اونھین ترغیب ہوتی ہے، لوگون مین فرصت پیدا کرنے
اور انکی توجہ مائل کرنے کے لیے مختلف ترکیبین کیجاتی ہین کبھی کبھی مضحکہ خیز تصاویر سے بھی کام لیا
جاتا ہے، مختلف رنگ کے چھاپون سے کام لیا جاتا ہے، اسم صفت کا استعمال نہایت فراخ دلی
سے ہوتا ہے؛ "بہترین"، "ارزان ترین"، "نہایت پائدار" ایسی ہی دوسری مبالغہ آمیز صفات کا
استعمال کیا جاتا ہے،

تمام اشتہارات کی مشترکہ صفت، ان مین کسی نہ کسی جدت کی موجودگی ہے، خواہ یہ
جدت کسی تصویر کے استعمال سے پیدا ہوئی ہو، یا عنوانِ اشتہار، یا نفس اشتہار سے پیدا ہوتی ہو،
اہم سوال یہ ہے کہ ترکیب اشتہار مین جو جدت طرازیان کیجاتی ہین وہ بامعنی، اور اشیائے مشتہرہ
کے حسب حال ہونی چاہیے، یا بے سروپا، جبکہ نفس اشتہار سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، زیادہ تر
اشتہارات جو اپنی نظر سے گزرتے ہین، وہ اسی مؤخر الذکر قسم کے ہوتے ہین، تصاویر اگر دیجاتی
ہین تو وہ ایسی کہ ان مین اور اشیا مشتہرہ مین فی نفسہ کوئی مناسبت ہی نہین ہوتی، عبارت
کی دلچسپی کا بھی یہی حال ہے، عنوانات ایسے مضحک قائم کیے جاتے ہین جو جالب توجہ تو بیشک
ہوتے ہین، لیکن نفس اشتہار سے کوئی تعلق نہین رکھتے، بدقسمتی سے یہ سب عیب ہمارے
ہندوستانی اشتہارات مین بدرجہ اولیٰ نظر آتے ہین چند مثالین درج ذیل ہین ؛-

(۱) ایک صاحب امراض جنسیہ کی دواؤن کا اشتہار دیا کرتے ہین، عنوان مین لکھا ہوتا ہے؛

"مُرادآباد مین مردہ زندہ ہو گیا"،

نفس مضمون کو پڑھو تو عنوان سے کوئی تعلق نہین رکھتا،

(۲) ایک صاحب ناظرین کی توجہ مبذول کرانے کے لیے عنوان مین لکھتے ہین،

"آپ کو خدا کی قسم مجھے ضرور پڑھیے"،

(۳) ایک صاحب سرمہ کا اشتہار دیتے ہین، عنوان مین یہ فقرہ ہوتا ہے:-

"آنکھین کھل گئین جب چاند نظر آیا"،

غالباً یہ تین اشتہارات، ہندوستانی اشتہار بازون کی فن اشتہار بازی کی طرف سے
لاعلمی کا کافی ثبوت ہین، اخبارات کے کالمون سے ایسے متعدد اشتہارات جمع کئے جا سکتے ہین،
مذکورۂ بالا اشتہارات، اس مین شک نہین، کہ پڑھنے والون کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے
ہین، اور انکی سُرخیان پڑھکر ایک طرح کا خوشگوار، یا تعجب کا تاثر ضرور ہوتا ہے، مگر استمرار توجہ
کی صلاحیت ان مین نہین ہوتی، اور متعدد بار شایع ہونا بجائے اس کے کہ ان اشتہارون کو
مقبول بنائے، برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے، ان عنوانات کے بدلے، اگر ایسے عنوانات قائم
کئے جائین جو نفس مضمون سے تعلق رکھتے ہین، ایسی عبارت استعمال کیجائے جو نفسیاتی اعتبار
سے ترغیب کے جملہ عناصر اپنے اندر موجود رکھتی ہو، ایسی تصاویر کا استعمال کیا جاوے جو پڑھنے
والون کی ضروریات کو زیادہ واضح کرین، اور بعض زینت اشتہار اونکا منشا نہو، تو کہین زیادہ
عملی فوائد حاصل ہونے کی اُمید ہو سکتی ہے، انگریزی اور امریکی تجارت کے فروغ کے اسباب
تلاش کرو تو جہان اور بہت سے معاشی یا سیاسی اسباب نظر آئین گے وہین فن اشتہار
بازی کی زیادہ واقفیت بھی ایک بڑا سبب معلوم ہوگا، جن لوگون نے گلیسکو (۱۹۰۸ء)

ابیو لکیشن (Ablulactine) اسٹیفن کی، رستنائیون اور لپٹن کی چائے کے اشتہارات دیکھے ہین، وہ بتلا سکتے ہین کہ یہ سب کتنے مربوط اور مسلسل ہوتے ہین، اور اپنے مختلف محاسن کے اعتبار سے دوسرون کے جذبات کو کس طرح تحریک دیتے ہین،

توجہ کو برقرار رکھنے، اور لوگون کو کامیاب طور پر ترغیب دینے کی بہترین صورت یہ ہوسکتی ہے کہ معنوی وسائل دلچپی کے علاوہ اشتہارات کے ذریعہ ان خواہشات اور رجحانات سے اپیل کیجاوے جنکی تشفی اشیائے مشتہرہ کرسکتی ہون، کامیاب مشتہرین وہی ہوتے ہین جو اس گر کو سمجھ لیتے ہین اور اپنے اشتہار کے آغاز مین پہلے تو خواہشات کو اس طرح اکساتے ہین کہ اشیاء مشتہرہ کی ضرورت واضح ہوجائے اور پھر دوسرے مشتہرین کے مقابلہ مین اپنی فوقیت کا اظہار کچھ ایسی خوش اسلوبی سے کرتے ہین کہ ادعائے بیان کے بجائے، لوگون کو وہ حقیقت نظر آتا ہے، مثلاً خضاب کا ایک اشتہار ہے،

”کیا تم پیری مین جوان بننا چاہتے ہو“

یہ دعویٰ تو نہین کیا جاسکتا کہ جس خواہش کو اس عنوان کے ذریعہ تحریک دیگئی ہے، وہ کل ضعیف العمر حضرات کے قلوب مین موجود ہوتی ہے، پھر بھی کم از کم خضاب استعمال کرنے والا طبقہ اس طرز مخاطبت سے ضرور متاثر ہوتا ہے، آگے چلکر، خضابون کے مختلف عیوب بتائے جاتے ہین مثلاً تیزابیت کا ہونا، یا جلد پر داغ ڈالنا، یا دیرپا نہ ہونا وغیرہ سب سے آخر مین اپنے خضاب کو ان عیوب سے بری بتلا کر دو تین مستند ڈاکٹرون کے صداقت نامے دئے جاتے ہین، اس اشتہار کو نفسیاتی اعتبار سے کمل تو نہین کہا جاسکتا، اسکا عنوان بہت ممکن ہے کہ اکثر حضرات مین ضد (Contrariance) کا مادہ پیدا کردے، کیونکہ گو خضاب کے استعمال کا مخفی مقصد وہی کیون نہ ہو جو عنوان مین ظاہر کیا گیا ہے، تاہم اس

خواہش کا شعور خفی سے نکال کر شعور کے سامنے لانا، مخاطب افراد کے ضمیر مین ایک طرح کی خلش پیدا کردیتا ہے، وہ دراصل کم عمر معلوم ہونا چاہتے ہین، لیکن یہ بھی نہین چاہتے کہ کوئی انکی اس خواہش کو پہچانے اس سقم کے باوجود، اس اشتہار مین کامیاب اشتہارات کے اکثر خصائص نفسی نظر آتے ہین،

غرض کہ اشتہارات مین کسی فطری خواہش کو تحریک دینا ضروری ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ مختلف فطری خواہشات مین سے ایسی کون سی چیزین ہین جن مین مشتہرین زیادہ مدد لے سکتے ہین، امریکہ کے ایک مشہور ماہر نفسیات ڈاکٹر ایڈورڈ، ک، اسٹرانگ (Edward. K. Strong) نے اس بارہ مین متعدد تجربے کیے ہین، اور انکی بنا پر چند مفید اصولون کا استقصا کیا ہے، ایک تجربہ یہ تھا کہ اشیائے خورد و نوش کے متعلق مین مختلف اشتہارات جمع کئے گیے، ان میسون اشتہارات کی نقلین پچاس بی۔ اے کامیاب اور بی۔ اے کے متعلمین کے حوالہ کی گئین، ان لوگون کو ہدایت کی گئی کہ ان اشتہارات کو بغور پڑھین، اور ایک علیحدہ کاغذ پر انکی ترغیبی قوت کو لکھتے جائین یعنی یہ کہ اگر وہ خود ان اشیاء کو خریدین تو مختلف مشتہرین مین سے کس سے خریدکرین گے جو اشتہار سب سے زیادہ ترغیب دیتا ہو اسے نمبر اول پر رکھکر بقیہ کو علی الترتیب اوس کے نیچے درج کرتے جائین، جب یہ مختلف نتائج تجربہ کنندے کے حوالہ کیے گیے اور انکو جانچا گیا تو معلوم ہوا کہ بلحاظ آراء جس اشتہار کو سب سے پہلے نمبر پر رکھا گیا وہ حسب ذیل تھا،

”ہمارے یہان خورد و نوش کی جملہ اشیاء صاف ستھرے باورچی خانون مین، پاک و صاف لوگون کے ہاتھ سے صاف ستھرے برتنون مین تیار ہوتی ہین، قانون غیر آمیزش خوراک مورخہ ۳۰ رجون ۱۹۰۶ء کے ماتحت ہماری دوکان کی گارنٹی ہوچکی ہے، ہر سال ہزارہا افراد ہمارے باورچی خانون مین آکر بچشم خود چیزون کو تیار ہوتے ہوئے دیکھتے ہین“

ڈاکٹر صاحب موصوف ان صفات کی ترتیب جنکی بنا پر مذکورہ بالا اشتہارات کم یا زیادہ مقبول ہوئے، درجہ وار حسب ذیل کرتے ہین،

(۱) سب سے زیادہ ترجیح پاکی وصفائی کو دیگئی،

(۲) جن اشتہارات نے طبی صداقت نامے دے تھے اونکی مقبولیت دوسرے نمبر پر تھی،

(۳) ذائقہ اور صحت کی طرف جن اشتہارات نے اشارہ کیا تھا، اونکا نمبر تیسرا رہا،

(۴) چوتھا نمبر ان اشتہارات کا تھا جنمین کارخانون کی قدامت اور شہرت کا ذکر تھا، اور جمہوریت امریکہ کے سابق صدر روزولٹ (Roosevelt) کی سفارش اور ارزانی کی طرف اشارہ کیا گیا تھا،

(۵) پانچوین نمبر پر وہ اشتہارات تھے جن مین حسب ذیل، یا اونہی معنون کے ذکر کے دوسرے جملے درج تھے "ہر جگہ فروخت ہوتی ہین" "ملکی تجارت کو فروغ دو"، "عظیم الشان کارخانون مین تیار ہوتی ہین"، وغیرہ وغیرہ،

اس قسم کے تجربات دلچسپ ہونے کے علاوہ سبق آموز بھی ہوتے ہین، اور اگر زیادہ بڑے پیمانے پر کئے جائین تو انکی بنا پر صحیح نتائج بھی مستنبط ہو سکتے ہین جو ظاہر ہے کہ تجارتی حیثیت سے بہت کچھ مفید ہونگے،

لیکن ایسے تجربات کا ایک نقص یہ ہوتا ہے کہ اُن کے استقرا مین تعمیم کا وجود نہین ہوتا، ایک محدود حلقہ کے اندر یہ البتہ صحیح ہوتے ہین مثلاً اسی تجربہ مین دیکھو کہ اگر یہی بیس اشتہارات بجائے کسی جامعہ کے طلبائے فوج کے سپاہیون کے حوالہ کیے جاتے تو مختلف صفات کی تبویب اور ترتیب موجودہ صورت سے ضرور مختلف ہوتی، بہت ممکن ہے کہ صفائی کے بجائے روزولٹ کی سفارش یا ارزانی کی صفات ان لوگون پر زیادہ اثر کرتین، تاہم اس قسم کے تجربات سے اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ غالب افراد مین کونسی خواہشات قوی تر ہین، اور کونسی کمزور، اور اسی بنا پر اشتہارات کی عبارت تیار کیجا سکتی ہے،

دوسری بات جو مذکورۂ بالا تجربہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جتنا زیادہ ترغیبی پہلو کسی اشتہار مین نمایان ہوگا، اسی قدر کم احتمال اسکی کامیابی کا ہے، انسانی طبائع کا خاصہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ہم پر کوئی خاص اثر ڈال رہا ہے تو ان مین ایک طرح کی "ضد" پیدا ہو جاتی ہے، اور قوتِ ارادی کی خاص کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس اثر کو قبول نہ کیا جاوے، اسی طرح سے اشتہارات کی ترغیب بھی اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب یہ "بند" پیرایہ مین اور بالواسطہ دی جا رہی ہو، جس اشتہار کو گزشتہ تجربہ مین اول نمبر پر رکھا گیا تھا، اسی مین دیکھو، تو ترغیبی پہلو کہین صاف نہین نظر آتا - ہندوستانی مشتہرین، اس اصُول کو بھلائے ہوئے ہین، اور اکثر اشتہارات ہماری نظر سے ایسے گزرتے ہین جن مین بعض اوقات قسمین تک دیجاتی ہین، اور تاکیدی عبارت مثلاً "آج ہی آرڈر دیجئے" "ضرور خریدئے" "دیکھئے دیر نہ کیجئے، ورنہ پھر موقع ہاتھ نہ آئے گا" درج ہوتی ہے،

اشتہار بازی کا ایک جدید اسلوب جو امریکہ اور یورپ کے مشتہرین استعمال کر رہے ہین، بحیثیت آلۂ ترغیب بہت کچھ کامیاب ثابت ہوا ہے، اس طریقہ مین نہ تو غیر متعلق اور بے تکی تصویرون سے مدد لیجاتی ہے، اور نہ کوئی بے معنی عنوان قائم کیا جاتا ہے، "مضمون" کی طرح ایک آدھ کالم کی مسلسل عبارت ہوتی ہے، جس مین منشاء اشتہار کے مطابق کوئی علمی، سیاسی، طبی بحث ہوتی ہے ناظر کو تاوقتیکہ پوری عبارت نہ پڑھی جائے یہ معلوم کرنا دشوار ہوتا ہے کہ یہ اشتہار ہے یا کوئی بحث، اسی سلسلہ مین عجیب بے ساختگی کے ساتھ سے مشتہرہ کا حوالہ دیا جاتا ہے، ذیل مین اسی قسم کے ایک انگریزی اشتہار کا (جو آئی، ڈی، ٹی، لکھنؤ مورخہ ۲۷ مئی ۲۲ء سے لیا گیا ہے) ترجمہ درج کیا جاتا ہے،

"اگر تمہارے گردون مین کھڑکیان ہوتین"

"... تو تم دیکھتے کہ وجع مفاصل، گردہ، جگر، مثانہ اور معدہ کے بڑے امراض،

انفلوانزا، شدید نزلہ، ریڑہ کا درد، ضعف وغیرہ یہ سب کے سب تیزاب کے اثر اور خون کے

فساد کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین،،

ڈبلو، جی، ایسٹ جو ۳۰ سال تک کیمبرج مین علم ورزش رہ چکا ہے، کہتا ہے:۔

بغیر خون صاف کیے ہوئے امراض کا علاج کرنا محض تضیع اوقات ہی،،

یہ تو عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہی، کہ باسانی اسکا ثبوت فراہم کیا جاسکتا ہے کہ مختلف عضوانی

امراض، اور دیگر شکایات جسمانی، سب براہ راست جراثیم، تیزاب، زہر آلود مادہ اور دیگر فسادات

کی وجہ سے رونما ہوتی ہین، مثلاً یورک ایسڈ کے اثرات سے گٹھیا اور اعصابی امراض، اور

معدے کے تیزابون کے اثر سے بدہضمی پیدا ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ٹیوبرکیولاسس [illegible]

[illegible]) اور معمولی زکام کے درمیانی تمام امراض سب کے سب کسی نہ کسی طرح کے

جراثیم یا زہر آلود اثر کی وجہ سے ظاہر ہوتے ہین، جب یہ امراض مہلک صورت اختیار کر لیتے

ہین تب طبیبون کو یہ فکر ہوتی ہے کہ کسی طرح زہر کا دفعیہ کیا جائے، لیکن احتیاط کا تقاضا

تو یہ ہونا چاہیے کہ قبل از قبل خون کی صفائی مد نظر رکھی جائے، ہر شخص کو چاہیے کہ وقتاً فوقتاً

جگر کو تقویت پہنچا کر، معدہ اور گردون کا تنقیہ کر کے خون صاف کرتا رہے تاکہ تولید جراثیم

کوئی مرکز ہی نہ رہے، اور یہ خون مین سرایت نہ کرنے پاوے، خون، اور نظام عضوی کو جراثیم

اور دیگر فسادی مادے سے صاف کیے ہوئے بغیر، ازالۂ مرض کی کوشش کرنا بالکل ایسا ہی ہے

جیسا بغیر آگ کے بجھائے ہوئے دھوئین کو دور کرنیکی کوشش کرنا، تم اسکا ثبوت خود فراہم

کر سکتے ہو، اور وہ اس طرح کہ اپنے دوا فروش سے ایک کم قیمت دوا جس کا رجسٹری شدہ

نام الکیا سالٹریٹس (بہ شکل سفوف) "Alkia Salrates" ہے، حاصل

کرو، سادے پانی کی ایک گلاس مین چمچہ بھر سفوف ملا کر پیو، دو تین دن کے استعمال

کے بعد تم کو معلوم ہوگا کہ تمھارے امراض رفتہ رفتہ رخصت ہو رہے ہین اور تمھاری صحت اور

قوت مین مین اضافہ ہوتا جاتا ہے،،

اس قسم کے اشتہارات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ استدلال سے زیادہ اپیل کیجاتی ہے

دوسری بات یہ ہے کہ کسی طرح کی ظاہری ترغیب کا پتہ نہین چلسکتا، اور ضد پیدا ہونے کے بدلے، اثر

زیادہ ہوتا ہے،

اشتہار بازی کا جدید ترین طریقہ بائسکوپ کا استعمال ہے، مشین کے ذریعہ متحرک تصاویر پردۂ

پر دکھائی جاتی ہین، مثلاً لپٹن کی چائے کے اشتہارات بائسکوپ مین اس طریقہ پر دئے جاتے ہین

کہ پہلے دوکان کی تصویر نظر آتی ہے، پھر کچھ لوگ آکر دکان مین بیٹھتے ہین تھوڑی دیر مین چائے تیار

ہو کر اونکے سامنے آتی ہے جسکو پی کر وہ بہت محظوظ ہوتے ہین، سب کچھ ہو چکنے کے بعد کرۂ ارض کی تصویر

نظر آتی ہے، ایک شخص لپٹن چائے کی پیالی پھینکتا ہے، جو کرۂ ارض پر پھیل جاتی ہے جس سے یہ دکھانا مقصود

ہے کہ تمام دنیا مین اسکی طلب ہے، پھر یہ عبارت لکھی نظر آتی ہے:۔

" لپٹن کی چائے بہترین چائے ہوتی ہے "

اس طریقۂ اشتہار بازی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ناظرین سب کچھ اپنی آنکھون سے دیکھ لیتے

ہین اور پھر متحرک تصاویر کی وجہ سے تفریح اور مسرت کا تاثر پیدا ہوتا رہتا ہے،

کامیاب اشتہارات کی جو کچھ خصوصیات اوپر بتائی گئی ہین، ان کے علاوہ ایک اور ضروری

شرط اونکی کامیابی کی یہ ہے کہ انھین متعدد مرتبہ شایع کیا جائے تاکہ ہر شخص انھین پڑھ سکے، اور

بار بار پڑھے، جب تم متعدد مرتبہ ایک ہی اشتہار کو دیکھتے ہو، اور تار کے ستونون پر، مکان اور

دیوارون پر، اخبارات کے کالمون اور ریل کے ڈبون مین سب جگہ تمکو وہی ایک مضمون، اختلاف

عبارت کے ساتھ نظر آتا ہے تو تجسس اور ادراک کی حالت سے گزر کر یہ اشتہار بھی جزو نفس بنجاتا ہے

اور کبھی نہ کبھی تم اس سے متاثر ضرور ہوتے ہو، تکرار سے کسی شے کے جزو نفس بنجانیکی عام ترین مثال یہ ہوسکتی ہے کہ اگر کوئی شے تمھارے کمرہ مین ہمیشہ ایک مقام پر رکھی جاتی ہو، اور تمھاری لاعلمی مین وہ وہان سے ہٹائی جائے تو خواہ تم کو اسکی ضرورت ہو یا نہ ہو، تمھارے نفس مین ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے ایک طرح کے خلا کا احساس ہوتا ہے، یہ احساس اس امر کی دلیل ہے کہ وہ چیز بتکرار ایک ہی مقام پر موجود رہنے سے، تمھارے شعور مین سرایت کر گئی تھی، مبلغین کا بار بار کسی خیال کا اظہار کرنا اسی مصلحت سے ہوتا ہے، عام مقولہ کہ "کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین" اسی حقیقت کے ایک رخ کو ظاہر کرتا ہے

ترغیب کی دیگر اقسام کی طرح، اشتہارات کا استعمال بھی ناجائز طور پر کیا جاسکتا ہے، سیاسی امور مین اشتہارات کی باطل ترین ترغیبین بہت کچھ عام ہین، اونکا استعمال زیادہ تر، افراد کی دماغی کمزوریون یا دیگر نقائص طبعی سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، تجارتی اشتہارات مین بھی یہی عیوب ہو سکتے ہین،

ہندوستان مین "اشتہاری دوا فروشون" کی بدنامی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے، ان مین سے اکثر افراد ناکارہ اشیار فروخت کرکے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہین اور تجارت مین خوش معاملگی سے کام نہین لیتے. ظاہر ہے کہ جن لوگون کی نیت یہ ہو وہ ناجائز وسائل کے استعمال سے بھی گریز نہ کرین گے زائد سے زاید تعداد کو اپنے قبضہ مین لانے کی غرض سے یہ حضرات ادنی درجہ کے جذبات کو مشتعل کرنا بھی معیوب نہین سمجھتے، قانونی بندشون کی موجودگی مین بھی بعض اوقات فحش ترین اشتہارات ہماری نظرون سے گزرتے ہین، کم سمجھ لوگون سے سند قبولیت حاصل کرنے کے لیے محض یہ لکھنا کافی خیال کیا جاتا ہے، کہ "فیشن حال کے مطابق ہے" کبھی کبھی انتہائی مبالغہ سے بھی کام لیا جاتا ہے، سنسنی پیدا کرنے والے الفاظ مین اشتہار دینا اشتہار بازی کا بہترین اسلوب خیال کیا جاتا ہے، ہم ذیل مین ایسے اشتہارات کی کچھ مثالین درج کرتے ہین، واضح رہے کہ یہ خالص علمی بحث ہے، ذاتیات سے بحث کرنا مقصود نہین ہے،

(۱) خون سے بچیے

یعنی ہمارے یہان کے نئے ریکارڈ سنکر دل خوش کیجیے

(۲) بڑے دن کو خون ہو گا،

گراموفون کے ریکارڈون کا اشتہار ہے،

(۳) یورپ اپنے گھر مین رہے،

مصر کے کسی بزرگ کی تصنیف "مستقبل الاسلام" کا اشتہار ہے،

(۴) زار روس کی ہتھکڑیان

رسائل شیخ سنوسی کے ترجمہ کا اشتہار ہے

(۵) ہندوستان مین جہاد

محمود کی تاخت ہند اور حملہ سومنات کے متعلق ایک کتاب کا اشتہار ہے

مذکورۂ بالا اشتہارات کی سرخیان نفس مضمون سے جو کچھ ربط رکھتی ہین، ظاہر ہے، ان سے صرف جلبِ توجہ مقصود ہے، اور اس مین شک نہین کہ ان پر نظر پڑتے ہی طبیعت مین ایک طرح کا انتشار آمیز شوق پیدا ہوتا ہے، لیکن دوسری سطر پر نظر پڑتے ہی، بے ساختہ ہنسی آتی ہے، اور ترغیب کے بدلے، تنفر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے. ذیل کی مثال سے واضح ہوگا کہ اس قسم کے اشتہارات جلبِ منفعت کے لیے کس طرح دیے جاتے ہین،

ہندوستان مین طاعون،

ڈاکٹرون نے پیشینگوئی کی ہے کہ عنقریب طاعون بہت شدت کے ساتھ پھیلنے والا ہے، لوگون کو چاہیے کہ قبل از قبل الخ. . . . . (کم فہم لوگونکا اس دھوکہ مین آجانا، اور مشتہرہ

(۱) اخر یہ نامقامِ تعجب نہین ہو سکتا،

اشتہارون مین مذکورۂ بالا عیوب کی موجودگی کی ایک اہم وجہ سامان طباعت کی گرانی، اور اشتہارات کے بڑھے ہوئے نرخ ہین، کچھ تو اس وجہ سے کہ اشتہار بازی کو محض ایک معمولی چیز سمجھا جاتا ہے اور زیادہ تر قلت گنجایش کی وجہ سے مشتہرین اس بات پر مجبور ہوتے ہین کہ کم سے کم جگہ مین اپنے مطلب کو ادا کرین، اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دلائل و براہین کے استعمال سے قاصر رہکر، مبالغہ آمیز اور متوحش عبارت کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ گنجائش بھی کم لیجاے اور (انکے غلط خیالات کے مطابق) اثر بھی زیادہ ہو، اشتہارات مین غلط بیانی، مبالغہ، بے سرو پا تصاویر، بے تکے عنوانات وغیرہ کا وجود اسی سبب سے ہوتا ہے،

مذکورۂ بالا وجہ کے علاوہ ایک اور وجہ آجکل کی شدید مسابقت ہے، اگر بیس برس قبل کے اشتہارات کا آجکل کے اشتہارات سے مقابلہ کرو تو موخر الذکر مین تم کو ان عیوب کا رنگ زیادہ گہرا نظر آئیگا، اسکی وجہ ظاہر ہے، تمدن کی ترقی، ضروریات کی کثرت، اور وسائل آمد و رفت کی سہولتون نے مختلف ممالک کی تجارت گاہون کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا ہے، چونکہ خریدارونکا حلقۂ انتخاب وسیع ہو گیا ہے لہٰذا ہر مشتہر اسی فکر مین رہتا ہے کہ دوسرون پر اپنے تفوق کا اظہار کرے، اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جو ذرایع بھی کام دیسکین، استعمال کرے، زمانہ کا رنگ بتا رہا ہے کہ آئندہ اس سے بھی سخت مقابلہ ہوگا اور ممکن ہے کہ اشتہارات کی مبالغہ آمیزی، فریب دہی اور کثرت بھی اب سے کہین زیادہ ہو جائے، ہندوستان کے مشتہرین اس وقت تک کامیاب نہین ہو سکتے، جب تک کہ وہ اشتہار بازی کو علمی حیثیت دینے کے لیے تیار نہ ہون، اس مخصوص بحث پر مضامین اور کتب کی ضرورت ہے، نفسیات کا ذوق رکھنے والے حضرات محولۂ بالا تجربہ کی طرح بہت سے مفید تجربات کر سکتے ہین، اور اس طرح سے نہ صرف ایک مفید علمی مقصد، بلکہ بالواسطہ ہندوستان کی تجارت کو بھی مدد دے سکتے ہین،

مترجمات

ہالینڈ اور مشرقی علوم

تمام یورپین ممالک مین ہالینڈ اس حیثیت سے خاص امتیاز رکھتا ہے، کہ ایک چھوٹی سی سلطنت ہونے کے باوجود اس نے مشرقی علوم کی تکمیل و تحصیل، اور مشرقی کتابون کی طبع و اشاعت مین تنہا تمام یورپ کو شکست دیدی ہے، ہالینڈ کے ماتحت جزائرِ ہند یعنی جاوا وغیرہ کے تین کرور مسلمان زندگی بسر کر رہے ہین، اور ان مین اچھی خاصی تعداد عرب نسل کی یادگار ہے، دمشق کے عالم محمد کرد علی کی درخواست پر ہالینڈ کے مستشرق پروفیسر ہوتسما نے جن کے نظریۂ عمر خیام و حسن بن صباح پر پچھلے معارف مین بحث ہو چکی ہے، اور جن کی کوشش سے زبدۃ النصرۃ، تاریخ یعقوبی، کتاب الاضداد انباری وغیرہ شایع ہو چکی ہین، حسب ذیل مضمون لکھا ہے،

ہالینڈ مین عربی تعلیم کی ابتدا اور اسکی ترقی کا زمانہ سولھوین صدی عیسوی کے اخیر سے شروع ہوا جس مین ہالینڈ کے صوبجات متحدہ کی جمہوریت کا سنگ بنیاد رکھا گیا پہلے یہ جمہوریت پروٹسٹنٹ مذہب نے اسپین کی کیتھولک حکومت کا مقابلہ کرکے پیدا کی تھی، اس لیے سب سے پہلے پروٹسٹنٹ مذہب کی مذہبی تعلیم کے لیے عربی زبان کی طرف توجہ کیگئی یعنی کتاب مقدس کی تفسیر کا درس دیا گیا عبرانی زبان، اور دوسری سامی زبانون بالخصوص عربی زبان کی تعلیم دیگئی،

اہل ہالینڈ کے جو عام تجارتی تعلقات بلاد مغربیہ (مراکش، جزائر، طرابلس) اور مشرق

کے باشندون کے ساتھ قائم تھے وہ بھی عربی زبان کے سیکھنے کا ایک سبب بنگئے، پروفیسر تھامس اربینوس جنھون نے ۱۶۲۴ء مین بہ مقام لیڈن وفات پائی، اس دور کے بانی تھے جسکی وجہ یہ تھی کہ انھون نے عربی زبان کی کافی تعلیم جو ان کے زمانے کے لحاظ سے نہایت عجیب و غریب تھی حاصل کی تھی اور چونکہ ان کے زمانے مین عربی زبان کی مطبوعہ کتابین نہایت نادرالوجود تھین، اس لیے انھون نے مشرق کے سفر کا پختہ ارادہ کرلیا تھا، لیکن افسوس ہے کہ انکو مجبورًا اپنے سفر کا رخ بدل دینا پڑا، اور وہ مشرق کے بجائے وِنِس (ونیقیہ) مین پہنچ گئے، تاہم پیرس وغیرہ مین انکو جزائر اور مراکش کے عربون سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا اور عربی زبان کی بہت سی کتابین ان کے ہاتھ آئین، جنکی وجہ سے انکی معلومات مین وسعت پیدا ہوگئی اور جب وہ لیڈن واپس آئے تو ۱۶۱۳ء مین ایک کتاب عربی اور لٹین زبان کی نحو گرامر پر شایع کی، ۱۶۱۵ء مین حکایات لقمان کو شایع کیا، اور شیخ مکین کی تاریخ عام کی طبع و اشاعت کا سامان کیا جو انکی وفات کے بعد ۱۶۲۵ء مین شایع ہوئی، انھون نے ان کتابون کی طبع و اشاعت کے لیے لیڈن مین خود ایک مطبع بھی قائم کیا جو باوجود تغیرات زمانہ کے اب تک قائم ہے،

پروفیسر موصوف کے شاگرد یعقوب گولیس ان سے بھی زیادہ خوش قسمت تھے کہ ہالینڈ کے صوبجات متحدہ سے جو تبلیغی مشن (۱۶۲۲ء۔ ۱۶۲۴ء) مین مراکش گیا اُس مین وہ بھی شریک تھے، اسکے بعد انھون نے مشرق کی بھی سیاحت کی، ان کے بھائی پیٹرس شام کے عیسائی گروہ رہبانیت کرملیہ مین داخل ہوئے اور مشرق مین اپنی پوری عمر بسر کردی، اور عیسائی مذہب کی کتابین عربی زبان مین ترجمہ کین لیکن یعقوب نے اپنے زمانہ وفات یعنی ۱۶۶۷ء تک لیڈن ہی مین قیام کیا، اور عربی زبان کی تعلیم دیتے رہے، انھون نے ایک عربی لاطینی لغت بھی چھاپ کر شائع کیا اور فرغانی کی کتاب الفلک کے طبع و اشاعت کی تیاری کی جو ۱۶۶۹ء مین چھپکر شائع ہوئی دوران

سیاحت مین ادنھون نے جو عرب دوست پیدا کرلیے تھے، یا جو عرب کبھی کبھی خود ہالینڈ مین آجاتے تھے ان سے انھون نے عمر بھر تعلقات قائم رکھے، اور اپنے مخصوص کتب خانے اور یونیورسٹی کی لائبریری کے لیے کافی اہتمام کے ساتھ ہمیشہ عربی کی کتابین خریدتے رہتے، چند دنون کے بعد گولیس کے تلامذہ مین وارنر کا جو قسطنطنیہ مین ہالینڈ کا وزیر تھا، انتقال ہوگیا تو یونیورسٹی کی فہرست کتب (مجموعہ؟) مین اور بھی زیادہ اضافہ ہوگیا کیونکہ انھون نے اپنی تمام عربی، فارسی، اور ترکی کتابون کا جنکا زیادہ تر حصہ مشہور ماہر کتب حاجی خلیفہ کے کتب خانے سے تعلق رکھتا تھا یونیورسٹی پر وقف کردیا[1]،

گولیس کے تلامذہ مین اے رلاند بھی شامل ہے جو اٹھارہوین صدی کے آغاز مین اوترخت کی یونیورسٹی مین پروفیسر تھا، اور جغرافیہ اور فلسطین کے آثار قدیمہ پر بہت سی کتابین لکھی تھین، اور مذہب اسلام کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی تھی جو عیسائی تعصب کی آمیزش سے بالکل پاک تھی

[1] یہ ایک نہایت عجیب اتفاقی بات ہے کہ حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون نے قسطنطنیہ میں ریاضیات، طبعیات اور جغرافیہ وغیرہ کی تعلیم ایک ہالینڈی عالم سے حاصل کی تھی، جو مشرقی زبانون کے سیکھنے کے لئے یہان آیا تھا، اس نے خود اسلام قبول کرلیا، اور جب حاجی خلیفہ کی وفات ہوئی، اور انکی کتابین فروخت ہوئین تو انکا زیادہ تر حصہ ہالینڈ کے سفیر نے خرید لیا، اور یہی کتابین ہین جنکو اس نے لیڈن یونیورسٹی پر وقف کیا، چونکہ یہ ایک بہت بڑے عالم یعنی کاتب چلپی کی منتخب کردہ کتابین تھین اس لیے کتابون کا یہ ایک ممتاز ذخیرہ تھا جو لیڈن مین جمع ہوگیا، کاتب چلپی پر ہالینڈ کا یہ احسان ہے کہ اس نے اسکو ایسے علوم سکھائے جن سے ترک بالکل ناواقف تھے، لیکن کاتب چلپی نے بھی اس احسان کا یہ معاوضہ ادا کیا کہ ہالینڈ کو عرب اور اسلام کے علوم کا ایک ایسا ذخیرہ دیا جس سے ہالینڈ کے لوگ بالکل ناآشنا تھے،

(مترجم عربی)

ان کے علاوہ اور بھی متعدد علمی کتابین تصنیف کی تھین، لیکن پروفیسر رلانڈ کے بعد گذشتہ صدیون کے لحاظ سے عربی تعلیم کی طرف توجہ کم ہوتی گئی، کیونکہ مشرق کے ساتھ گذشتہ زمانے مین جو تجارتی تعلقات قائم تھے وہ کم ہوگئے اور عربی قومون سے میل جول کا موقع شاذ و نادر ہی ملنے لگا، چنانچہ اس کے بعد تحصیل علوم مشرقیہ کے لیے ایک متنفس نے بھی مشرق کا سفر اختیار نہین کیا اور مشرقی زندگی کے ساتھ علمی تعلقات بہت کم ہوگئے صرف مذہبی علمار کی ایک جماعت ایسی تھی جو کتاب مقدس کے سمجھنے کے لیے عربی زبان کو مفید سمجھتی تھی، ان مین سب سے زیادہ مشہور اے شولٹنس لیڈن یونیورسٹی کے پروفیسر تھے (۱۷۲۹ء - ۱۷۵۰ء) جنھون نے عبرانی الفاظ کو ان کے اصل عربی کی طرف لوٹا دیا اور اس طریقہ سے توراۃ کی تمام مشکلات کا حل کرنا ممکن ہوگیا، ان کے فرزند اور ان کے پوتے دونون کے دونون عربی کے پروفیسر تھے اور دونون نے اس زمانہ کے اور مستشرقین کی طرح اسی کی روش اختیار کی، شولٹنس نے (۱۷۳۲-۱۷۵۵) بہار الدین کی سیرت صلاح الدین کو چھاپکر شایع کیا،

اس کے بعد انیسوین صدی کے آغاز مین فرنچ مستشرقین کی جماعت کے اندر سے ایک نور سلوسٹر ڈی ساسی کی صورت مین ظاہر ہوا، اور اس نے ہالینڈ مین علوم مشرقیہ کے چراغ کو بالکل گل کر دیا، اور وہ تقریباً جرمن علمائے مشرقیات کے مقابلہ سے عاجز و درماندہ ہوگیا، اس بنا پر ہاماکیر، ینبنس، اور جونبول وغیرہ اساتذہ عربیت کے متعلق مین کچھ نہین کھونگا، گو ان مین اخیر یعنی جونبول نے متعدد کتابین مثلاً تاریخ ابی المحاسن اور مراصد الاطلاع بھی شایع کی ہین،

ہالینڈ مین عربی زبان کا حقیقی محرک صرف لیڈن یونیورسٹی کا پروفیسر دوزی (۱۸۲۰ء - ۱۸۸۳ء) تھا، جسکی نسبت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عربی زبان کی تعلیم کے بدلے، جو پروفیسر جونبول سے متعلق تھی، اسکو تاریخ عام کا درس دینا پڑتا تھا، دوزی نے سب سے پہلے "اسپین مین تاریخ عرب" کی طرف توجہ کی اور مطبوعات کی ایک سیریز مثلاً عبدالواحد مراکشی (۱۸۴۷ - ۱۸۸۱) کی کتابون اور

اور ابن غذاری کی (۱۸۴۸-۱۸۵۱) بیان المغرب اور قرون وسطی مین اسپین کے چند سیاسی اور ادبی تاریخ کے مباحث، (طبع دوم ۱۸۸۱ء) اور تاریخ مسلمانان اسپین کی اشاعت سے اس موضوع کو واضح کیا اس نے صرف اسپین مین تاریخ عرب ہی پر اپنے مباحث کو محدود نہین رکھا بلکہ ۱۸۴۵ء مین ایک طویل لغت (معجم؟) عربون کے لباسون کے متعلق بھی شایع کیا، اور اپنے آخر عمر (۱۸۷۷ء - ۱۸۸۱ء) مین عربی لغات (معاجم؟) کا ایک ذیل شایع کیا جو تمام یورپین مستشرقین (مستعربین؟) کیلیے ایک نہایت اہم کتاب ہے، اسی طرح اس نے ۱۸۶۳ء مین تاریخ اسلام پر ایک نہایت اہم کتاب ہالینڈی زبان مین لکھی، اور شوفین نے فرنچ زبان مین اسکو منتقل کیا، اور میرا خیال ہے کہ عربی مین بھی اس کا ترجمہ ہوا[1] اس کے بعد دی خوئی اور یونگ کے کارنامے ہین"

اس کے بعد شیخ کرد علی لکھتے ہین:-

"مشرقی علوم کی ان خدمات کے سلسلے مین اہل ہالینڈ اس حیثیت سے بھی مستحق مبارکباد ہین کہ انھون نے عربی زبان کی کتابونکی اشاعت کے لیے اس وقت ایک مطبع قائم کیا، جب مشرق قریب کے تمام شہرون مین عربی زبان کا ایک مطبع بھی موجود نہ تھا،

ہالینڈ مین اس دور کے بانی اربینوس ہی نے حکومت کی اعانت سے اس مطبع کو بھی لیڈن مین قائم کیا، اس کے بعد مختلف لوگ یکے بعد دیگرے اس کو چلاتے رہے، لیکن ۱۸۱۲ء مین جوہان

[1] پروفیسر دی خوئی جسنے ۱۹۰۹ء مین وفات پائی، تاریخ تجارب الامم، العیون والحدائق، تاریخ ابن جریر طبری اور تاریخ مسعودی کا شایع کرنیوالا ہے، انکے علاوہ سلسلۂ جغرافیہ نویسان عرب کی جن مین حسب ذیل کتابین ہین اصطخری، ابن حوقل، مقدسی ابن فقیہ، ابن خرداذبہ، ابن رستہ، ابن قدامہ، ابن واضح یعقوبی اس نے اشاعت کی، انکی فہرستین تیار کین، انکے حواشی لکھے ان کتابونکی اشاعت نے ہالینڈ کی دستار افتخار مین شرف و امتیاز کا طرہ لگایا ہے، پروفیسر یونگ نے کتاب المشتبہ ذہبی، کتاب الانساب مقدسی، لطائف المعارف ثعلبی، کتاب الخراج ابن آدم، وغیرہ کتابین شائع کی ہین (مترجم عربی)

برل اس کے مہتمم مقرر ہوئے پھر انکا لڑکا اس کا مالک ہوا، اس کے بعد اس نے اسی نام سے ایک کمپنی کی شکل اختیار کرلی جسکو آج اس کے ایک حصہ دار مسٹر جی، پلنیرج چلا رہے ہین آج تک اس مطبع مین تقریباً شرقی زبانون بالخصوص عربی زبان کی ساڑھے تین سو کتابین چھپ چکی ہین اوران مین عربی کی نصف کتابین جو چھاپی گئی ہین وہ حسن طباعت کا بہترین نمونہ ہین یہ مطبع شرقی زبانون مین سے مصری زبانون یعنی ہیر وغلیفی حروف اور مصری کاہنون کی زبان اور انکی عوام کی زبان اور قبطی زبانون کی اور سامی زبانون مین اشوری، بابلی، عبرانی آرامی، سریانی، سامری، حبشی، اور عربی زبانون کی اور ترکی زبان اور آرین زبانون مین فارسی سنسکرت کی اور ملایا، جادی، چینی اور جاپانی وغیرہ زبانون کی کتابین چھاپتا ہے،

یورپ اور امریکہ کے مستشرقین نے اسی مطبع پر اپنا اعتماد قائم کیا ہے، یہان تک کہ جن ممالک (مثلاً جرمنی اور انگلستان) مین بھی جہان عربی کے بہترین مطابع قائم ہین، وہان بھی علمائے مشرقیات اسی مطبع پر اعتماد کرتے ہین،

اس مطبع کی مطبوعات نہایت گران قیمت ہوتی ہین، کیونکہ وہ صرف علمائے مشرقیات اور اکاڈمیون کی ضرورت کے موافق نہایت کم تعداد مین چھاپی جاتی ہین،

جن مصنفین کی کتابون اور رسالون کو اس مطبع نے شایع کیا ہے، ان کے نام حسب ذیل ہین

ابن سینا، فارابی، جاحظ، غزالی، طبری، یعقوبی، ابن اثیر، خوارزمی، بلاذری، مقدسی، ذہبی، اصطخری، ابن حوقل، ابن فقیہ، ابن رستہ، ہمدانی، ابن تغری، بردی جحی، مسعودی، دینوری، ادریسی، ابن قتیبہ، ابن بدرون، ابن ہشام، ابن قیسرانی، ابن خطیب الدہشہ، ابن مسکویہ، ابن الانباری، ثعالبی، شیرازی، بخاری، ابن حزم، اصفہانی، سجستانی، مقریزی، مقری، ابن آدم، ابن خرداذبہ، ابن منقذ، ابن سعد، ابن سعید، ابن قوطیہ، ابن ولاد، ابن الحاق، رازی، ارسطو، بیرونی رامہرمزی، اور ابن جبیر وغیرہ اکابر مصنفین اسلام،

سب سے آخر کتاب جو مطبع برل چھاپ رہا ہے، وہ موسوعات اسلامیہ یعنی انسائیکلوپیڈیا دی اسلام ہے، اور وہ تین علمی زبانون یعنی جرمن، انگلش، اور فرنچ مین شایع ہورہی ہے، اب تک اس انسائیکلوپیڈیا کے مصنفین آخر حرف آئی (ح) تک پہنچے ہین، اور اس تقریب سے چھبیسوین جزو (کراسہ؟) مین اسلام پر بحث کی ہے، یورپ کے مشہور علمائے مشرقیات اس انسائیکلوپیڈیا کے دست وبازو ہین، اور بعض ہندوستانی اور جزائری بھی اس مین شریک ہین،

اس مطبع نے ایک معقول تعداد شعراء کے دواوین کی بھی شایع کی ہے، مثلاً حماسہ بحتری دیوان ابی فراس، دیوان علبید بن الابرص، مفضلیات، ہاشمیات، صریع الغوانی دیوان حسان بن ثابت، قطامی، نقائض جریر وفرزدق وغیرہ

جس طرح لیڈن عربی اور مشرقی کتابون کو چھاپتا ہے اسی طرح ہالینڈ کا شہر ہارلم فارسی ڈاک کے ٹکٹ چھاپتا ہے، اور ایک ایسے چھوٹے سے ملک مین جہان تقریباً پانچسو مطبع، چودہ ہزار چھاپنے والے مزدور، اور گیارہ سو اخبار اور رسالے ہون یہ کوئی تعجب انگیز بات نہین،

جغرافیانہ حیثیت سے ہالینڈ اگرچہ مشرق سے دور ہے، لیکن مشرق کے لیے وہ جو کتابین چھاپ رہا ہے، اور اس کے ساتھ جو بہترین لٹریری تعلقات قائم کرتا ہے اس نے اسکو مشرق سے قریب تر کردیا ہے،

(غرائب الغرب لکرد علی)

(مولوی عبدالسلام ندوی)

تلخیص و تبصرہ

ریاست بڑودہ مین کتبخانے

ٹائمز نے اپنے ایجوکیشنل سپلیمنٹ (۵ مارچ ۱۹۲۴؁ء) مین ریاست بڑودہ کے دیہی کتبخانونکی سالانہ رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے، اسکی تلخیص حسب ذیل ہے:

"قریباً ۲۰ سال کا عرصہ ہوا کہ مہاراجہ بڑودہ نے ہندوستان مین پہلے پہل مفت جبریہ تعلیم کی ابتدا کی تھی، علاوہ اس کے ان کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اپنی ریاست مین انھون نے ریاستی امدادی کتبخانے جابجا قائم کیے جن سے ہر شخص بلا کسی دشواری کے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اول الذکر مثال کی تقلید تو کسی قدر ہندوستان کے دیگر صوبجات اور بعض بعض ریاستون مین کیگئی ہے، لیکن، ایسے کتبخانون کا رواج ابھی تک کہین نہین ہوا ہے، تحقیقاتی کمیشن جو جنگ کے بعد دیہاتی تعلیم کی رپورٹ پیش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا، اس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ عیسائی مشنریون نے ابتدائی تعلیم کے عام کرنے مین بہت کچھ کام کیا ہے لیکن عام کتبخانون کے رواج دینے کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے، اسی کمیشن نے ریاست بڑودہ کی سبق آموز مثال بیان کرتے ہوئے وہان کے کتبخانون کے اعداد و شمار اور حالات بھی بیان کیے ہین، ریاست مذکور رقبہ مین انگلستان کے علاقۂ ویلز سے کچھ ہی بڑی ہے اسکی کل آبادی قریباً ۲۱۲۶۰۰۰ ہے، اس مین ۴۳ قصباتی اور ۵۰۹ دیہاتی کتبخانے اور ۹۰ دار المطالعے ہین، ان سب پر اسی ہزار روپیے خرچ کیے جاتے تھے جن مین سے ۲۳ ہزار

گورنمنٹ کی طرف سے اور ۳۵ ہزار ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ملتا تھا، بقیہ رقم پبلک پوری کرتی تھی؛ بہت سے دیہاتون مین کتبخانون کا خرچ شادی کے روپیون سے چلتا ہے، جنکا دینا اس خوشی کی تقریب مین اپنے اپنے مقامی کتبخانون کے لیے لوگون کو ناگوار نہین ہوتا بعض کتبخانے جو دو منزلہ ہوتے ہین وہ نیچے کی منزل کرایہ پر دیدیتے ہین اور اس طرح ان کے خرچ کا ایک حصہ نکل آتا ہے، انکی آمدنی کا سب سے عام طریقہ فراہمی چندہ ہے لیکن اکثر کام چونکہ لوگ اعزازی طور پر کرتے ہین اس لیے اخراجات بہت زیادہ نہین ہوتے"،

"مہاراجہ بڑودہ نے اسکی ابتدا اپنی نج کی ۲۰ ہزار کتابون سے کی جو اب بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ تک پہنچ گئی ہین، اس کے انتظام کے لیے اس نے مسٹر ڈبلو۔ اے بارڈن ایک امریکن کا انتخاب کیا جنھون نے قلیل عرصہ مین جابجا دار المطالعے قائم کیے، ہندوستان مین سفری کتبخانون اور سب سے پہلا لائبریری اسکول رائج کیا، کتبخانون کے قواعد و ضوابط بالکل طرز جدید پر ہین، کتابون کے لینے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی پسند کے مطابق بلا کسی سے مانگے ہوئے لے سکتا ہے یہی طریقہ امریکہ مین عام طور پر رائج ہے اور اب انگلستان مین بھی روز بروز ترقی کر رہا ہے"؛

"یہان کی ایک نمایان خصوصیت علاوہ کثیر ذخیرۂ کتب کے بچون کے لیے ایک کھیل کا کمرہ ہے، جس مین ہر قسم کے قصے کہانی اور دلچسپ لطیفون کی کتابین ہوتی ہین، علاوہ ان کے طرح طرح کے کھیل کود اور دوسری دلچسپیون کے سامان بھی ہوتے ہین، وقتاً فوقتاً اسکول کی بعض جماعتین آتی ہین اور وقت کا ایک حصہ ان دلچسپیون مین صرف کرتی ہین، بچون کو یہان کا رہنا اسکول کے کمرون کی طرح گران نہین گذرتا بلکہ انھین گھر کی سی فضا نظر آتی ہے، اسی سے ملحق ایک دار المطالعۂ نسوان بھی ہے اور یہ دونو شعبے ایک خاتون مہتممہ کتبخانہ کے زیر نگرانی ہین،

کتابین دینے کا یہ طریقہ ہے کہ کتابون کے بکس مقامی کتبخانون، مدرسون، کارخانون

یا کسی اور معتبر شخص کے پاس بھیجدیے جاتے ہین تاکہ وہ اپنے گرد و نواح مین قاعدۂ مقررہ کے مطابق ووٹون کو تقسیم کردے، اس پر بھی ناخواندہ طبقہ کی تعلیم کا یہ انتظام ہے کہ ہر دیہات مین لوگونکو دلچسپ لکچر، سینما، برقی لیمپ، تصویرون اور ہزارون دوسرے طریقون سے تعلیم دیجاتی ہے، اس کے لیے کسی مذہب و قومیت، نسل و رنگ کی قید نہین، ہر کہ و مہ، امیر و غریب، سیاہ اور سفید یکسان فائدہ اٹھا سکتا ہے،

اسلام کی سادگی

اور

افریقہ مین اوس کی ترقی

معارف کے اخبار علمیہ مین مدت ہوئی کہ اس کا تذکرہ آیا تھا کہ انگلستان مین "پیپلس آف آل نیشنس" یعنی "اقوام عالم" کے نام سے مسلسل جلدون مین ایک تاریخی سلسلہ شائع ہو رہا ہے، جس مین دو باتین خاص طور سے ممتاز ہین، ایک تو یہ کہ ہر قوم کی تمدن، لباس، اور شکل و صورت کو تصویرون کے ذریعہ سے نمایان کیا ہے، اور دوسری یہ کہ قومون کی صرف گذشتہ تاریخون کا ذکر نہین بلکہ ان کے موجودہ حالات اور انقلابات کا ذکر بھی ہے، ہمنے مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کی جلدین ایک دوست کے ہان سے منگوا کر دیکھین، مشرق وسطی کے ذکر مین آذربائجان کا حال وہان کے نوجوان کارکنون کے فوٹو، پارلیمنٹ کا نقشہ، بعض کارخانون کی تصویرین دلچسپ تھین، مگر حالات وسوانح کے ذکر مین عمق نظر اور استقصار نہ تھا، عمومی معمولی اور سطحی باتین تھین، مارچ ۱۹۲۴ء کے نمبر مین سنگاپوری معاصر "دی مسلم" نے کتاب مذکور کے مراکش کے سلسلۂ بیان مین سے روس کے تکمیون نمبر صفحہ ۲۶۲ سے حسب ذیل اقتباس نقل کیا ہے،

"شمالی افریقہ مین اسلام نے اس قدر استحکام حاصل کرلیا ہے، اس کے مقابلہ مین عیسائیت بدست و پا معلوم ہوتی ہے، عیسائی مورخین جنھون نے تیس برس تک وہان کام کیا ہے، اور جنھون نے وہان کے لوگون کا اعتماد اور ہردلعزیزی حاصل کرلی ہے، وہ اعتراف کرتے ہین کہ انکی وہان کی روداد مایوس کن ہے، اور انکی چند کامیابیان بھی تشفی بخش نہین ہین،

صحرا کی جنوبی سمت مین بت پرست قبائل مین عیسائیت نہین بلکہ اسلام اپنے نئے نئے معتقد پیدا کرتا چلا جاتا ہے، مذہب اسلام تمام تر اسقدر سادہ اور سہل مذہب ہے کہ جسکو نا تعلیم یافتہ دماغ بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ "لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ"، خدا کے سوا کوئی معبود نہین، اور محمد اوسکا پیغمبر ہے، یہی اسکا کل عقیدہ ہے، کتنا سادہ اور کھلی اور صاف **توحید** ہے، جو شرک کی ہر قسم کو خواہ وہ بتون کی شکل مین ہو یا تجسم صفات، یا پوپیت کی صورت مین ہو، سب کا انکار کرتی ہے، جو شخص اس کلمہ کو پڑھ لیتا ہے وہ دفعتہً ایک مسلمان بن جاتا ہے اس کے ہر قسم کے اخلاقی قوانین، اور سیاسی احکام اوس کے **قرآن** نامی کتاب مین موجود ہین، جو اسکے پیغمبر کی زبان سے نکلے ہوئے ربانی الفاظ ہین اسمین تمام باتین سخت، پوری وضاحت کے ساتھ، قطعی اور سطے شدہ صورت مین، اور عقلمندانہ مذکور ہین اس مذہب مین خیالی کا کوئی جز نہین ہے، اور نہ ناقابل فہم اسرار ہین جیسے رومن کیتھولک کلیسا کے تبرکات، اور نہ تثلیث کا مسئلہ ہے، اور نہ پیچیدہ، دقیق عقائد و الٰہیات مین بجز ایک خدا اور اسکی کتاب کے، جو اس کے احکام پر مشتمل ہے،

قرآن کا لہجہ بت پرستی، ارتداد، شراب خواری اور چند ناپاک چیزون کے کھانے کے خلاف نہایت سخت ہے، اور وہ اپنے پیروؤن سے اپنے طرق عبادت اور مختلف طریقہا ئے طہارت کا مطالبہ کرتا ہے،"

اس اعتراف کی قدر وقیمت کوئی ہمارے آریہ دوستون سے پوچھے، کیا اسلام کی جوسادگی افریقہ مین اسکی ترقی کا باعث ہورہی ہے وہ سادگی پرست ہندوستان مین موثر نہ ہوگی! ہوگی، مگر کیون کر؟ سادہ زندگی مسلمانون کے ہاتھون!

عربون کے اکتشافات

مصر کے علمی مشاہیر مین احمد زکی پاشا کا نام اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ یہ جدید تعلیم کے باوجود اپنے اسلاف کی تاریخ سے عمیق دلچسپی رکھتے ہین، عربی زبان کی نایاب کتابون کی تلاش، حفاظت اور اشاعت اونکی زندگی کا بہترین مشغلہ ہے، اور اسی سلسلہ مین وہ عربونکی تحقیقات اور ایجادات کے متعلق مضامین بھی لکھتے رہتے ہین، ابھی حال مین مصر کے اخبار الاہرام مین انھون نے ایک مضمون لکھا ہے جس مین وہ لکھتے ہین،

"مین نے جن باتون کو کہا ہے، او بار بار دہرایا ہے، اور مستند واقعات سے انکی تائید کی ہے، اور تاریخی سندون، اور صحیح حوالون کے ذریعہ اونکا ثبوت بہم پہنچایا ہے، وہ حسب ذیل ہین:

(۱) اہل یورپ سے صدیون پہلے اہل عرب اندھون کا طریقہ تعلیم اور ان کے لیے ایک خاص خط ایجاد کیا تھا،

(۲) اہل یورپ سے صدیون پہلے اہل عرب ہی تھے جنھون نے فن پردازی کی طرف توجہ کی تھی اور اسکے متعلق غور وفکر کیا تھا، اور اسکو تجویز اور خیال کے میدان سے عمل کی صورت مین منتقل کرنیکی کوشش کی تھی،

(۳) مرض النوم کی دریافت کا فخر بھی عربون ہی کو ہے، اس بیماری کا نام اونھون نے "نُوام" رکھا تھا، اور یہ اس وقت جب ہنوز یورپ اپنی جہالت کے خواب سے بیدار نہین ہوا تھا،

(۴) دریائے نیل کے سرچشمون کی جغرافی تحقیق اور مشاہدہ سب سے پہلے انھین نے کیا، اور انکا حال ذاتی معائنہ کے علم سے بیان کیا،

(۵) اسی طرح امریکہ کے دریافت کا فخر بھی اونھین کو حاصل ہے، اور انھون نے دو دفعہ وہان پہنچنے کی کوشش کی، پہلی دفعہ پرتگال کے پایۂ تخت لشبونہ سے اور دوسری دفعہ بحر اطلانٹک کے ساحل مغربی سوڈان کے شہر غانہ سے، ایک مقابل سرزمین کے وجود کا تخیل ان کے ذہن مین صرف عقلی اور منطقی طریقہ سے آیا تھا، اور وہ طریقہ اس طریقہ سے بہتر تھا جس پر کولمبس چلا، کیونکہ کولمبس نے اس سرزمین کا پتہ علم اور تحقیق سے نہین، بلکہ محض بخت واتفاق سے پالیا، کیونکہ اوسکا نظریہ جسکو اس نے ملکہ ازابلا کے سامنے پیش کیا تھا یہ تھا کہ وہ سمندر مین پچھم طرف ٹھیک چلا چلے گا تو ہندوستان پہنچ جائیگا، لیکن وہ ہندوستان کے بجائے امریکہ پہنچ گیا، اور اس کو مغربی ہندوستان سمجھا، کولمبس کے ہمراہیون مین ایک مسلمان، ریاتی نامی تھا، اس نے خود اس سرزمین کی حالت اور کیفیت بیان کی ہے اور اس نے بھی اس کا نام "مغربی ہندوستان" رکھا ہے،

احمد زکی پاشا ان مسائل کو مدت سے پیش کر رہے ہین، اور وقتاً فوقتاً ان کے لئے اثنائے مطالعہ مین جو دلیلین ان کو ملتی رہتی ہین ان کو شایع کرتے ہین،

اندھون کی تعلیم کا جو طریقہ مسلمانون نے ایجاد کیا تھا، اور اسکے متعلق جو دلیلین پاشا موصوف نے پیدا کی تھین مدت ہوئی کہ ہمنے **الندوہ** مین انکا ترجمہ چھاپا تھا،

فلسطین

فلسطین یعنی ملک شام کا وہ حصہ جو براہ راست برطانیہ کے ماتحت ہے اور جہان مسٹر بالفور کے عہدنامہ کے بموجب یہودیونکا قومی وطن بننا قرار پایا ہے، اور جسکا مرکزی شہر یروشلم یعنی بیت المقدس ہے وہ کوئی بڑا قطعۂ ملک نہین، وہ زمانہ گذر گیا جب رچرڈ شیر دل شاہ انگلستان نے دینی صلیب پرستی کے جذبہ مین اسپر چڑھائی کی تھی، اور اسکی یہ اہمیت تھی کہ یہ عیسائیون کے نجات

کا مولد اور مدفن ہے، اب اسکی اہمیت لانڈ جارج کرزن اور بالفور کی نگاہون مین صرف اس لیے ہے کہ یہ نہر سوئز کا کنارہ ہے، جس پر فوج رکھکر اس سوئز کی نگہبانی خوب ہو سکتی ہے جو عیسائی برطانیہ کی مشرقی شہنشاہی کی نجات دہندہ ہے،

یہ قطعۂ زمین چار ضلعون پر منقسم ہے، پہلا ضلع **جنوبی** ضلع ہے، جس مین حسب ذیل تحصیلین ہین، غزہ، خان یونس، بئر سبع، مجدل، خلیل، دوسرا ضلع **قدس** ویافا ہے، اس مین یہ تحصیلین ہین، بیت المقدس، بیت لحم، بیت حالا، رام اللہ، اریحا، یافا، رملہ، تیسرا ضلع **رملہ** ہے، اس کی تحصیلون کے نام یہ ہین، نابلس، طول کرم، جنین، بیسان، چوتھا ضلع شمالی ضلع ہے جس کے تحت یہ تحصیلین ہین، حیفا، زمارین، عکا، ناصرہ، طبریہ، صفد،

باشندگانِ فلسطین کی تعداد سرکاری مردم شماری کے مطابق ۷۵۷،۱۸۲ ہے جن مین بڑی تعداد عرب مسلمانون کی ہے، یعنی ۵۹۰،۷۹۰ مسلمان عرب ہین، ۷۳،۰۲۴ عیسائی اور ۸۳،۷۹۴ یہودی ۷،۰۲۸ دروزی مسلمان، ۱۶۳ سامری یہودی، ۲۶۵ بہائی، ۱۵۶ اثنیمی ہین،

تعلیم کے لحاظ سے یہ بہت پیچھے ہے، یہان ۳۱۱ سرکاری مدارس ہین جن مین ۷،۷۰۶ لڑکے اور ۳،۰۳۴ لڑکیان تعلیم پاتی ہین، اور ۶۳۹ استاد اور استانیان مصروف تدریس ہین، کل ۱۰ فیصدی حصہ یہان لکھ پڑھ سکتا ہے اور ۹۰ فیصدی اَن پڑھ ہے، یہ تعداد گو بہت کم ہے، تاہم یہ دیکھکر کہ یورپ کی ایک نہایت کمزور اور غیر متمدن قوم ترکی کے زیر سایہ اس نے ۱۰ فیصدی تعلیم حاصل کر لی، اور ہندوستان یورپ کی سب سے بڑی اور متمدن ترین شہنشاہی کے زیر سایہ اس کے برابر بھی تعلیم مین اب تک ترقی نہ کرسکا، تسلی ہوتی ہے،

اخبار علمیّہ

چونٹیان اور چیونٹے ہمیشہ ہمارے ارد گرد گھومتے نظر آتے ہین، سائنس نے اس ننھے سے جانور کے مطالعہ مین اپنا بہت وقت صرف کیا ہے، لیکن پھر بھی اس طلسم کے راز کو دریافت نہ کر سکی، ایک معمولی چونٹی نے ایک تجربہ گاہ مین اپنے سے ۴ ہزار گنا زیادہ بھاری بوجھ اٹھا لیا، اگر انسان اسی تناسب سے بوجھ اٹھا سکے تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ وہ ۲۷۵ ٹن کا وزن نہایت ہی سہولت سے اٹھا سکتا ہے، یعنی ریل کے آٹھ بھرے ہوئے ڈبے، اس سے زیادہ اندازہ ایک مشہور ماہر حیاتیات نے لگایا ہے کہ اگر ایک شخص کا وزن ۱۱ اسٹون ہے اور وہ مور ناتوان کے تناسب سے قوت کا مالک ہو تو وہ دنیا کے دو بڑے انجن اپنی پیٹھ پر رکھ کر جہان چاہے لیجا سکتا ہے،

جنوبی پیسفک کے ایک جزیرہ سموا کا ایک تار مظہر ہے کہ جزیرۂ ٹونگا مین ایک پرانا کچھوا ملا ہے، جسکی پیٹھ پر مشہور سیاح کپتان کک کا نام اور ۱۷۷۳ء کندہ ہے، اب سے ۱۵۰ برس پہلے جبکہ کپتان مذکور نے یہ کچھوا پایا تھا، یہ بڈھا ہو چکا تھا، کیونکہ اس کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس وقت اندھا تھا، اس خبر نے ہم کو یہ بھی بتایا ہے کہ یہ جانور ہزار سالون تک زندہ رہتا ہے،

فرانس کے ایک کلیہ طبیہ مین علم جراحت کا ایک خاص طریقہ سے سبق دیا اور مشاہدہ کرایا جاتا ہے، جراحت گاہ کی چھت شیشہ کی ہے، لڑکے خاموشی سے اس کے گرد بیٹھ جاتے ہین، اور پورا تجربہ

دیکھتے ہین، وسط سقف مین ایک آواز کو پھیلانے والا آلہ لگا ہوا ہے، استاد جو کچھ کہتا ہے، وہی آواز بالائے بام پہنچکر پھیل جاتی ہے اور ہر لڑکا اپنے اسباق کو سن لیتا ہے،

اس وقت تمام دنیا کے جواہرات کا مجموعی وزن ۲۴ ٹن ہی، ان مین سے ۵۰۰۰ پونڈ گذشتہ چالیس سالون کے عرصہ مین افریقہ کی کانون سے نکالے گیے ہین، برزیل نے ۵۰۰ پونڈ جواہرات سے شرکت کی، اور ہندوستان نے ۶۰۰۰ پونڈ کا حصہ لیا،

جاپان کے گذشتہ زلزلے نے یوکوہامہ کے سمندر کی تہ کو اتنا بلند کر دیا ہے کہ وہان جہاز نہین آسکتے، جزیرۂ اوشیما اپنے ۸ ہزار بلند پہاڑ کے ساتھ غرق و نیست و نابود ہو گیا اور ایک دوسرا جزیرہ جو ۳ میل لمبا اور ۱۵ میل چوڑا ہے پانی کے باہر نکل آیا ہے، لوگون کا خیال ہی کہ یہ زلزلے اس وقت تک نہین رکینگے جب تک کہ جاپان کی سطح ہمالیہ کی چوٹی کے برابر بلند نہ ہو جائے اور اس بلندی تک پہنچنے کے لیے کم از کم دس لاکھ سالون کی ضرورت ہے، اور اس عرصۂ طویل مین جاپان ہر وقت زلزلہ کا شکار بنا ہوا ہے،

ایک فرانسیسی انجینیر گاستن امبے کا دعوٰی ہے کہ افریقہ کے صحرائے اعظم مین پانی کی بڑی مقدار موجود ہے اور گہرے کنوین کھود کر اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے، اگر یہ دعوٰی صحیح ثابت ہوا تو عالم فلاحت مین ایک انقلاب پیدا ہو جائیگا،

مشہور سائنس دان ڈاکٹر سٹن منز کا خیال ہے کہ جس طرح گذشتہ زمانہ مین یورپ مین مشرقی

اقوام لوگون نے حکومت کی ہے اسی طرح ایک صدی کے بعد ایک مشرقی قوم ہی پھر برسر حکومت ہوگی، یہ قوم سلویک ہے،

سنہ ۱۹۲۳ء کے طبعیات اور کیمیا کے نوبل انعامات کا اعلان ہو گیا ہے، اول الذکر ڈاکٹر آر، اے، میلیکن ڈائرکٹر کالیفورنیا انسٹیٹوٹ پاساڈینا کو ملا ہے، اور مؤخر الذکر پروفیسر الف، پریگل کو، الف، پریگل، اسٹریا کی کارل فرنزنس یونیورسٹی کے استاد کیمیا ہین،

امریکہ کے تاریخ طبعیات کے عجائب خانہ مین منگولیا کے صحرائے گوبی سے ۲۵ ایسے انڈے آئے ہین جن کے متعلق خیال کیا جاتا ہی کہ وہ ۱۰۰۰۰۰۰ سالون کے ہین اور انھون نے فوسل کی صورت اختیار کر لی ہے،

فرانس کے محکمۂ حرب نے ایک توپ بنائی ہے، جسکا عنقریب گاورنر مین امتحان کیا جائیگا، یہ توپ ۶۹ فٹ لمبی ہے، اس کا قطر ۱۲ انچ ہے، ۹۰۰ پونڈ کے گولے ۷۵ میل سے پھینکتی ہے، یہ توپ در اصل جرمنی کی سنہ ۱۹۱۸ء کی اس توپ کا جواب ہی جو ۷۰ میل سے پیرس پر بم گراتی تھی،

ریل کے حادثات نے ہمدرد ماہرین علوم کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ ایسے اسباب پیدا کر دین جنکی وجہ سے ایسے واقعات پھر رونما نہ ہون، اس کوشش مین وہ ایک حد تک کامیاب ہو گیے ہین، لاسلکی سلسلہ نے ایک گاڑی کو دوسری گاڑی سے ملا دیا ہے، دوسرے خود ان ریلون مین بجلی کے ذریعہ یہ صلاحیت پیدا کر دیگئی ہے کہ وہ خود ہی اپنے سگنل گرا لیتی ہے، اپنی

لائن مقرر کر لیتی ہے اور خود ہی اپنے آنے کی آیندہ اسٹیشن پر اطلاع دیتی ہے، واپسی کے وقت وہ سگنل کو اٹھاتے اور لائن کو بدستور صحیح و صاف کرکے چلی جاتی ہے،

یون تو کلون کے ذریعہ اکثر کام انجام دئے جاتے ہین، مگر حال ہین ریاستہائے امریکہ کے محکمۂ جنگلات نے درختون کے جمانے اور بیج بونے کی جو مشین ایجاد کی ہے وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے، یہ مشین روزانہ ۱۲۰۰۰ سے ۱۵۰۰۰ درخت تک لگا سکتی ہے، اس کے لیے ۳ آدمیون اور دو گھوڑونکی کی ضرورت ہے، یہ مشین خود یہ بھی بتاتی ہے کہ دوسری کیاری کہان پر ہونی چاہئے، علاوہ ازین اسی مین دو خانہ ایسے بنے ہوئے ہین جنسے ساتھ ہی ساتھ پانی اور کھاد بھی ڈالی جا سکتی ہے،

گذشتہ جنگ نے جن لوگون کو ممکن گمنامی سے منظقہ شہرت پر لاکر کھڑا کر دیا ان مین ڈاکٹر مزرک اولین صدر جمہوریہ زیکو سلیویکیا ہے، اس کی زندگی اس طرح شروع ہوئی کہ ابتداءً وہ ایک لوہار کی دکان پر معمولی خدمات کی انجام دہی پر مامور تھا، طلب علم نے اس کو مقامی مدرسہ کے استاذ سے دوچار کر دیا، یہ سلسلہ برابر جاری رہا، تا آنکہ ۱۸۷۶ء مین اس نے پریگ یونیورسٹی سے ڈاکٹر کی سند حاصل کی، اس وقت سے برابر ترقی کرتا رہا تا آنکہ اب ملک کے بلند ترین مقام عزت پر ہے،

ونسیز و منابلی نامی مصور نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے، جس سے تصاویر بڑی کھینچی جا سکتی ہے،

ادبیات

کلام شاد

جناب سید علی محمد خان شاد عظیم آبادی

۱- تمناؤن مین الجھایا گیا ہون ... کھلونے دیکے بہلایا گیا ہون

۲- ہون اس کوچہ کے ہر ذرہ سے آگاہ ... ادھر سے مدتون آیا گیا ہون

۳- نہین اُٹھتے قدم جانب دیر ... کسی مسجد مین بہکایا گیا ہون

۴- دل مضطر سے پوچھ اے رونق بزم ... مین خود آیا نہین لایا گیا ہون

۵- سویرا ہے ابھی اے شور محشر ... ابھی بیکار اٹھوایا گیا ہون

۶- ستایا آکے پہردن آرزو نے ... جو دم بھر آپ مین پایا گیا ہون

۷- نہ تھا مین معتقد اعجاز مے کا ... بڑی مشکل سے منوایا گیا ہون

۸- لحد مین کیون نہ جاؤن منھ چھپائے ... بھری محفل سے اٹھوایا گیا ہون

۹- کہان مین اور کہان اے شاد دنیا
کہان سے مین کہان لایا گیا ہون

انوار منیر

(مرسلہ ڈاکٹر اقبال)

بہار و بوستان و سبزہ و نسرین نمیخواہم ... لب جوی و لب جام و لب نوشین نمیخواہم

زخون بہمن و دی شد چو نگین ، ردی فردین	بساط لالۂ گلزار فرور دین نمی خواہم
ازین گلزار خاکی می نچینم نرگس و نسرین	فلک زادم بجز گلدستۂ پروین نمی خواہم
چو فرہاد از دل خارا برآرم چشمۂ شیرین	چو خسرو جام مے از لعبت شیرین نمی خواہم
زصید کبک و دراج و کبوتر گو بہ نامردان	کہ من غیر از عقاب و جرّہ و شاہین نمی خواہم
چو بیذق ہست گو فرزین نباشد در بساط من	چو فرزین می توانم ساختن فرزین نمی خواہم
کشا ورزم بزن مطرب سرودی از کشاورزی	حدیث تخت تاج و افسر زرین نمی خواہم
اگر منت نہند از بہر باغ خلد و حور عین	بہار باغ خلد و وصل حور عین نمی خواہم
بیا تا یک جہان نو تمیز از بہر خود سازم	کہ این گیتی و این گردون و این آئین نمی خواہم

حسیّات جوش

جناب شبیر حسن خان صاحب جوش ملیح آبادی

آنکھین ہتھیلیون سے مل ، نیند ہی چشم ناز مین	بھر دے حنا کا رنگ بھی نرگس نیم باز مین
چھیڑون کبھی جو رات کو ، تار و نسے خون ٹپک پڑے	درد بھرا ہوا ہے وہ ، دل کے شکستہ ساز مین
کعبۂ بیخودی ہے یہ ، سجدے کر لے دل حزین	داہین دریچے عرش کے گرد رہ حجاز مین
میرے گداز عشق کا تجھ پر اثر ہوا ضرور	ناز کا رنگ آچلا میرے دل نیاز مین
آتے ہی دل سے تا لب ، پھونک دیا مجھی تمام	کیسی دہک رہی تھی آگ عشق کے حرف راز مین
دیکھ ادھر بھی غزنوی ، تیرا لقب ہے "بت شکن"	نقش بنے ہوئے ہین کچھ سنگ در ایاز مین

"دیکھنا تو نے یہ ہے جوش کا دل بھی عنقریب"
ذکر تھا کل یہ حسن کے خلوتیان راز مین

باب التقریظ والانتقاد

ینابیع المسیحیۃ

از

مولوی ابو الجلال صاحب ندوی ، رفیق دار المصنفین

مدت ہوئی کہ ایک پادری صاحب نے جو ایران مین تبلیغ مسیحیت کا فرض انجام دیتے تھے ، انھون نے ینابیع القرآن کے نام سے ایک بے سروپا کتاب فارسی زبان مین لکھی تھی ، جس مین یہ دکھایا تھا کہ قرآن کی تعلیمات کا ماخذ کیا کیا مذاہب اور کون کون کتابین ہین ، عیسائیون مین اس کتاب کی اتنی مقبولیت ہوئی کہ انھون نے اوسکا متعدد زبانون مین ترجمہ شایع کیا ، صوبہ متحدہ کے پادری گورنر سرولیم میور صاحب نے بنفس نفیس اوسکا انگریزی "سورس آف دی قرآن" کے نام سے ترجمہ کیا ، پنجاب کرسچین بک سوسائٹی نے اوسکو اردو مین منتقل کیا ، مسلمانون نے بھی اس کے جوابات دئے ، لیکن یہ جوابات دفاعی تھے یعنی یہ محض اسلام اور قرآن پر عیسائیون کے اعتراضات کی مدافعت تھی ، اسکا بہترین جواب حملہ آورانہ تھا ، چنانچہ مصر کے ایک عالم نے "الدیانۃ المسیحیۃ والدیانۃ الوثنیۃ" کے نام سے ایک کتاب بڑی تلاش سے لکھی ، جس مین تمام مسیحی عقاید کو یہ دکھایا ہے کہ وہ مصر یونان اور روم کے بت پرستون سے ماخوذ ہین ، اور اس کے بعد اس نے یہ کیا ہے کہ انجیل کے تمام عمدہ اقوال کو حوالون سے ثابت کیا ہے کہ یہ بدھ کے اقوال سے ماخوذ ہین ،

ہندوستان مین اسکا کوئی حملہ آورانہ جواب نہین دیا گیا تھا ، حالانکہ خود عیسائی کتابون مین

اس کا مسالہ بہت کافی موجود ہے، گبن نے چھٹی صدی کی مسیحیت پر تبصرہ کرتے ہوئے اس پر بہت کچھ مواد فراہم کردیا ہے، ہندوستانی اربابِ قلم مین جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اس بنا پر کہ اُنھون نے اسکو اپنی زندگی کا کام بنالیا ہی، اس قسم کے مسائل پر انکو کافی عبور حاصل ہی، اور اسکا نتیجہ اونکی جدید تصنیف ینابیع المسیحیۃ (عیسائی مذہب کے سرچشمے) ہے، اور انھون نے اس تصنیف سے اسلامی ہندوستان کا ایک بڑا فرض عیسائیون کا ادا کیا ہی،

خواجہ صاحب نے اس کتاب کو خدا کے شہر مکہ مین بیٹھ کر مسیحیون کے لیے لکھا ہی، اس کتاب کا ملخص یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام نبی آخر زمان صلعم کا پیش خیمہ تھے، مسیحیت اپنے اصلی رنگ مین صرف اسلام کی تمہید تھی، مگر حضرت مسیح کے بعد آفتاب پرستون اور یونانی الٰہیات کے پیرؤن نے، اصل و تمہید مین بے انتہا بیگانگی پیدا کردی حضرت مسیحؑ نے فرمایا تھا کہ

”مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتین کہنا ہے، مگر تم اُنکی برداشت نہین کرسکتے، لیکن روح حق ”جب آئیگی تو تم کو تمام سچائی کی راہ بتائیگی“

جناب مسیح تک، روح القدس ہمیشہ ایک ایسے شخص کے منہ سے بولی جو خدا کا نبی ہوا کیا ہے، لیکن جناب مسیح کے بعد یہ عقیدہ ایجاد کرلیا گیا کہ اب روح قدس ایک جماعت یعنی کلیسا کے منہ سے بولیگی، مسیحیت کے روشن خیال فضلا، پر اب اچھی طرح واضح ہوگیا ہے، کہ موجودہ کلیسا کے بانی جناب مسیح نہ تھے، یورپ مین، کلیسا کے عقائد و رسوم کی اصلاح و ترمیم کے لیے فضلائے مسیحیت کی جد و جہد شروع ہوگئی ہے، اس لیے جناب خواجہ صاحب غیر مناظرانہ انداز مین، اس کتاب کے ذریعہ سے دنیا کو اصلی مسیحیت یا اسلام کی طرف بلانا چاہتے ہین،

اس مقصد کے لیے انھون نے کتاب کو پانچ ابواب پر تقسیم کیا ہے، پہلے باب مین انھون نے واقعات کو پیش کرکے ثابت کیا ہے کہ اب فضلائے مسیحیت کا، نہ تو بائبل پر عقیدہ رہا نہ جناب مسیح کی

الوہیت پر، نہ مسئلہ کفّارہ پر، اس باب کے چند واقعات ہمارے لیے بھی دلچسپ ہین،

۱۔ زبور کی اکثر دعائین خصوصاً زبور نمبر ۱۰۹، گذشتہ جنگ عظیم تک عیسائی کتاب الصلوۃ کا لازمی جز تھی، لیکن عین میدانِ جنگ مین، عیسائی ضمیرون نے اعتراف کیا کہ یہ دعائین الحاقی ہین لہذا اب یہ دعائین کتاب الصلوۃ سے نکال دی گیئن،

۲۔ جولائی ۱۹۱۷ء مین آرچ ڈیکن آف کنٹربری کی صدارت مین، بمقام کنٹربری، کلیسا کا دربار ہوا آج تک جب کوئی پادری ڈیکن بنایا جاتا تھا، تو اس سے چند سوال کے جواب ضرور لیے جاتے تھے ان مین سے ایک سوال یہ تھا،

کیا آپ جو کچھ نئے پرانے عہد ناجات مین ہی ان سب کو بلا تصنع قبول کرتے ہین،

جواب دینا ہوتا تھا ”ہان“ اس اقرار کے لئے اب پادری تیار نہین اس لیے اس اجلاس مین سوال کے الفاظ بدل دیئے گیے،

”کیا آپ نئے پرانے عہدنامہ کی وہ تمام باتین مانتے ہین جو مختلف حصص مین اور مختلف طریق پر خدا کے اس، الہام کو لائین جسکی تکمیل عیسٰیؑ مسیح مین ہوئی۔

ڈین آف کنٹربری نے اعتراض کیا کہ یہ سوال کتب مقدسہ کے الہامی ہونے پر زور نہین دیتا: ڈین مذکور کی تجویز کے مطابق اس سوال کی صورت حسب ذیل لفظون مین بدل دی گئی،

کیا آپ قبول کرتے ہین کہ نئے اور پرانے عہدناجات کے صحائف مقدسہ خدا کی طرف سے ہین“

اس پر کرائسٹ چرچ کے ڈین نے کہا

”یہ تو اسی سوال کی دوسری شکل ہے جسے ہم بدلنا چاہتے ہین“

بالآخر رائے لی گئی صرف ۵ رائین ڈین آف کنٹربری کے موافق اور ۱۰۳ مخالف آئین، بڑے رد و قدح کے بعد اصل تجویز منظور ہوئی۔

۳- ۱۹ اگست ۱۹۱۷ء مین گرٹن کالج کیمبرج مین ایک دلچسپ جلسہ ہوا جس مین چوٹی کے پادری موجود تھے، سوال یہ تھا کہ "مروجہ کلیسا کا بانی مسیح ہے"، صرف ایک پادری جے، آر ولکنسن کے علاوہ سب کا جواب نفی مین تھا،

۴- انگلستان کے اکثر پادریون کو الوہیتِ مسیح سے انکار ہے ڈین کارلائل کے نزدیک الوہیت کا مفہوم صرف یہ ہے کہ جس طرح ہر انسان ایک گونہ مظہرِ خدا، اور ہر بانیِ مذہب، اخلاق خداوندی کا جلوہ گاہ رہا ہے، اسی طرح حضرت مسیح مین، خدائی اخلاق نے اعلیٰ و بے عدیل پیمانہ پر ظہور کیا، لیکن بعض پادریون کو تو جناب مسیح کے نعوذ باللہ "عقلمند آدمی" ہونے مین بھی شبہہ ہے،

مسیحیت کے بنیادی عقائد و رسوم جو اصل مذہب (اسلام) کو اسکی تمہید (مسیحیت) سے الگ کرتے ہین، چند ہین واقعۂ صلیب، عقیدۂ کفارہ، عشائے ربانی کی رسم، اور تثلیث دوسرے باب مین خواجہ صاحب نے دکھایا ہے کہ تمام باتین، متھرا (سورج) پرستون سے اخذ کی گئین، مثلاً

ہر آفتاب پرست مذہب نے ایک انسان کو "سورج دیوتا" کا اوتار تسلیم کیا ہے یہ اوتار ہمیشہ بن باپ پیدا ہوا ہے، ان سب کی پیدائش ۲۵ سے ۲۸ دسمبر تک ہوتی ہے، جناب مسیح علیہ السلام کی پیدائش بھی انھین ایام مین فرض کیجاتی ہے،

ایسٹر سے دو ایک دن پہلے منجمون کو ایسا نظر آتا ہے کہ آفتاب صلیب پر چڑھا ہے، ایسٹر کے بعد بہار کا موسم شروع ہوتا ہے، اور نئی زندگی کا دور آتا ہے اس لیے سورج دیوتا کے اکثر اوتارون نے بھی انھین ایام مین صلیب پائی ہے، اور ان کے صلیب پانے کے دو تین دن بعد زندگی کا نیا دور شروع ہوگیا، ایران کے متھرا پرستون اور آئرلینڈ کے قدیم باشندون کا یہی عقیدہ تھا،

سال مین آفتاب کی تین حالتین ہوتی ہین، جن سے تین موسم پیدا ہوتے ہین، تین موسم آفتاب پرستون کے تین دیوتا ہین، یہین سے تثلیث کا عقیدہ پیدا ہوتا ہے، غرض اسی طرح

عیسائیون کے ہر عقیدہ اور ہر رسم کو لیکر اُن کو آفتاب پرستون کے افسانون کے ساتھ مقابلہ کیا ہے،

تیسرے باب مین مسیحیون کی مذہبی اصطلاحون کا ماخذ بتا کر چوتھے باب مین مسیحی کلیسا کے اصلی معمار جناب پولوس اور قسطنطین اول کے اصلی مذہب اور مقصد کی تشریح کی ہے قسطنطین نے اپنے معبود (آفتاب) کا نام مسیح رکھکر اور سارے عقائد مسیح کی ذات کے ساتھ وابستہ کر دئے، اور جناب پولوس کا طریقۂ کار ان کے اس مقولہ سے ظاہر ہے،

مین یہودیون کے لیے یہودی بنا، تاکہ یہودیون کو کھینچ لاؤن جو لوگ شریعت کے ماتحت ہین ان کے لیے شریعت کے ماتحت بنا، اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا، اور بے شرع لوگون کے لیے بے شرع بنا، تاکہ بے شرع لوگون کو کھینچ لاؤن، کمزورون کے لیے کمزور بنا، کہ کمزورونکو کھینچ لاؤن، مین سب آدمیون کے لیے سب کچھ بنا ہوا ہون تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاؤن اور مین سب کچھ انجیل کی خاطر کرتا ہون تاکہ اورون کے ساتھ اس مین شامل ہون،

یہ وہی جناب پولوس ہین جنھون نے جناب مسیح کی زندگی بھر ان کے ساتھ عداوت رکھی، اور انکی وفات کے بعد آکر، ایک رویا کا قصہ سنایا، اور اپنے لیے یہوداہ اسکریوطی (جناب مسیح کو پکڑانے والا مجرم حواری) کی جگہ حاصل کی اور زندگی بھر شریعت کی مخالفت کرتے رہے، اور جن کے طرزِ عمل پر دیگر حواریون کو اعتراض رہا،

جس کلیسا کا بانی جناب پولوس جیسا، ہمہ صفت آدمی ہو، اسے اگر اسقف اعظم آرچ بشپ آف یارک نفرت انگیز بتاتے ہین تو اس مین ان کا کیا قصور ہے؟

پانچوین باب مین جناب خواجہ صاحب نے سچی اور اصلی مسیحیت کے جلوۂ تام یعنی اسلام کی خوبیون پر روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ عملی حیثیت سے (مذہب محبت) اسلام ہی ہے،

زبان کی گرفتون کو الگ کر دینے کے بعد یہ کتاب ہر حیثیت سے قابل قدر اور مفید ہے۔ اسلام

کی جو تشریح خواجہ صاحب نے کی ہے اس کا صرف اندازِ بیان انوکھا ہے، ورنہ حقیقت قدیم ہے :-

عیسائیون کے دین کی ابتری اور تباہی کا نقشہ کھینچکر وہ اکثر فرماتے ہین :-

تو کیا اس علیم و حکیم خدا کا فرض نہ تھا کہ اسکی طرف سے کوئی نبی، اگر انسان کو غلطی سے نکالے

اس مین شک نہین، کہ مسیحیت، کی تعلیم، بت پرستون اور آفتاب پرستون کے خیالات کے ساتھ اس قدر مخلوط ہو گئی تھی کہ بغیر ایک، نبی کے اسکی اصلاح ناممکن تھی لیکن ہر صلاح کے لئے نبی کی ضرورت نہین ہوتی، خواجہ صاحب کے علاوہ کوئی دوسرا مسلمان ان جملون کو لکھتا تو لہجہ مین بہت زیادہ تعمیم پیدا نہ ہونے دیتا، کتاب کی لکھائی چھپائی اچھی ہے، مگر عربی عبارتون مین کاتب نے اکثر ترمیم کردی ہے،

قرآن مجید نے اہلِ کتاب سے مناظرہ کرنے کا ایک اصول بتایا ہے، وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ينابيع المسيحية اس قسم کے جدال بالحکمہ کی بہترین نظیر ہے، اس کتاب کو دیکھکر ایک عیسائی بھی اچھی طرح تسلیم کرے گا، کہ حضرت مسیح کی عظمت ایک مسلمان کے دل مین مسیحیون کے بڑے سے بڑے پادری سے زیادہ ہوتی ہے، اور اگر تعصب سے کام نہ لے تو مسیحیت کا اصلی نور، اسلام اور مسلمان ہی کے سینہ مین نظر آئیگا، ہم مسلمانون کو مشورہ دینگے کہ اس کتاب کو ضرور خریدین بلکہ اسکو خرید کر اپنے عیسائی دوستون کو ہدیہ دین :- قیمت قسم اوّل عہ قسم دوم عہ پتہ مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور،

ملا اشرف مازندرانی کے مضمون پر استدراک

از

مولوی محمد محفوظ الحق صاحب بی اے، کلکتہ

معارف کے دسمبر نمبر مین ملا اشرف مازندرانی کے جو حالات شایع ہوئے ہین، اس مین مضمون نگار (مولوی سید کاظم) کو سہو ہوا ہے جسکی تصحیح ضروری ہے، وہ تحریر فرماتے ہین :-

"..... ملا صاحب کا وطن جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے مازندران ہے، چنانچہ ایک اعتماد الدولہ العدل العالیہ خلیفہ سلطان کی تعریف مین جو قصیدہ ہے اس مین حسب ذیل شعر پایا جاتا ہے :-

گر از اصفاہان پدید آمد چو گل طبع کمال   خاستہ چون سرو موزون "اشرف" از مازندران

اس سے مازندران جائے پیدائش اور **اصفہان** جائے تکمیل فن معلوم ہوتی ہے....."

مندرجۂ بالا شعر سے مضمون نگار صاحب نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ صحیح نہین، شاعر کا ہرگز یہ مطلب نہین کہ مازندران میری جائے پیدائش اور اصفہان جائے تکمیل فن ہی، بلکہ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ جس طرح اصفہان سے کمال **اسمٰعیل** جیسا صاحبِ فن پیدا ہوا اسی طرح مازندران سے **اشرف** جیسا صاحبِ کمال نکلا، مذکورۂ بالا شعر مین صرف شاعرانہ تعلق ہے اور اشرف کو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اگر اصفہان کو خلاق المعانی کمال اسمٰعیل پر ناز ہے تو مازندران کو اشرف کی ذات پر فخر ہے!

مطبوعات جدیدہ

قواعد الصرف اور قواعد النحو۔ ہمارے عربی مدارس مین صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم عموماً چھوٹی چھوٹی فارسی کتابون کے ذریعہ سے دیجاتی ہے، یہ طرز تعلیم اس عہد کی یادگار ہے، جب فارسی مسلمانان ہند کی تقریباً مادری زبان تھی، اب صرف ونحو کی ایسی کتابون کی سخت ضرورت ہے جو اردو مین لکھی گئی ہون، طرز بیان آسان اور سہل ہو، قواعد کے استنباط کے لیے محض استقرا سے کام نہ لیا جائے، یہ فرض استاد کا ہونا چاہئے کہ موقع ہو تو قواعد کا استخراج طلبہ ہی سے کرائے، اس قسم کی متعدد کتابین لکھی گئی ہین منجملہ ان کے قواعد الصرف اور قواعد النحو مین اس ضرورت کا خاص لحاظ رکھا گیا ہی،

جناب مولوی محمد شبیر صاحب اپنی کامیابی پر مبارکباد کے مستحق ہین، جناب مولویصاحب کو ہم مشورہ دینگے کہ قواعد الصرف کی آیندہ اشاعت مین چند خاص باتون کی اصلاح ضروری ہی" نفی جحد بلم" کے بیان مین اتنا بتا دینا ضروری ہی کہ" حروف شرط، لما اور طلب ونہی کی علامتین بھی مضارع کے لفظ مین وہی تغیر پیدا کرتی ہے جو لم کا خاصہ ہین" اسی طرح" لن" کے بیان مین اتنا اور بتا دینا چاہئے کہ ان کے اور اذن بھی لن جیسے لفظی تغیرات پیدا کرتے ہین، میزان الصرف کی پیروی چھوڑ کر لن کی بحث کو لم سے مقدم کردینا چاہئے تاکہ لم، لائے نہی، اور لام امر کے یکسان عمل کو ایک ساتھ سمجھایا جا سکے:-

صفحہ ۲۹" ضمیمہ افعال" کے بجائے قدیم اصطلاح" شبہ فعل" یا اسکا کوئی مناسب ترجمہ ہونا چاہئے صفحہ ۳۰ مین اگرچہ" ثلاثی مجرد" اور" غیر ثلاثی مجرد" کے الفاظ قائم رکھنا ضروری ہین تو ان اصطلاحون کی تشریح بھی یہین کردینی چاہئے، کیونکہ یہ تشریح پہلے نہین گذری دونون کتابونکی قیمت دس دس آنہ پتہ: ترقی بک ڈپو...

مکاتیب نواب محسن الملک ونواب وقار الملک، نواب محسن الملک مرحوم اور نواب وقار الملک مرحوم کی ادبی اور ملکی خدمتین ہماری نشاۃ ثانیہ کے اہم اسباب سے ہین، منشی محمد امین صاحب زبیری مارہروی مہتمم صیغہ تاریخ بھوپال تشکریہ کے مستحق ہین کہ انھون نے ان بزرگون کے خطوط کو یکجا جمع کرکے محض ایک ادبی فرض انجام نہین دیا ہی بلکہ ہندوستان کے آیندہ مؤرخ کے لیے ایک گران بہا ذخیرہ مہیا کردیا ہے، ان خطوط کی اشاعت سے محض انکی قومی خدمات، اور علیگڈھ کے حالات پر روشنی نہین پڑتی، بلکہ ریاست نظام اور انڈیا آفس کی پرپیچ سیاست باہمی بھی آئینہ ہوجاتی ہی، اور اکثر ان دشواریون کا بھی پردہ اٹھ جاتا ہی جن سے حیدرآباد مین ان کو دوچار ہونا پڑا، کم عمر نواب اور کم عمر مدار المہام کی امداد کے لیے حضوری اور دیوانی کونسلون کے قیام کے متعلق ان دو بزرگون مین جو سخت اختلاف رائے تھا، ان خطوط سے اسکی بھی تشریح ہوجاتی ہے، اور ہمارے لیے اس مین یہ بھی سبق ملتا ہے کہ سیاسی پارٹی فیلنگ اور کسی فرض منصبی کے متعلق سخت مخالفت کے باوجود، دو شخص آپس مین کس طرح ایک دوسرے کے قابل اعتماد سچے دوست رہ سکتے ہین، یہ مجموعہ نواب محسن الملک کے ساتھ مکتوبات اور نواب وقار الملک کے ۷۰ خطوط پر شامل ہی، ممکن ہو تو ابھی اور خطوط کے اضافہ کی ضرورت ہی کاش کاغذ اور طباعت مین بھی ان بزرگونکی عظمت کا لحاظ رکھا گیا ہوتا، پتہ:- دفتر ظل السلطان بھوپال، قیمت عہ

جزیرۂ مورشیس اور اسلام، جزیرۂ مورشیس کو بدبخت مزدورون اور لشکر کی بدولت ہندوستان کا ایک ایک گاؤن جانتا ہی، کیا مسلمانون کو یہ بھی معلوم ہی کہ یہان غریب الدیار اسلام کی کیا حالت ہے؟ مورشیس اور اسلام ایک مختصر رسالہ ہے جسے پورٹ لوئس، مورشیس کے امام مولانا قاری حکیم عبداللہ رشید صاحب خلف ملا نواب رشدی صاحب نے تصنیف کیا ہے، اس کتاب مین جزیرۂ مذکور کا جغرافیہ، مختصر تاریخ، ہندوستانی قلیون کی حالت، مسلمانونکی باہمی خانہ جنگی، اوقاف کی بدانتظامی انکی تعلیم کی حالت، غرض ان تمام تباہ حالیون کا نقشہ کھینچا گیا ہے، جن سے مسلمان وہان دوچار ہین،

ان صفحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مورشیس کی طرف توجہ نہ کیگئی تو عنقریب اسلام کو یہان ایک نہایت شرمناک شکست یا تباہی اٹھانی پڑیگی، مورشیس مین ۴۰ ہزار مسلمان ہین، وہان کے چند مسلمانون نے ایک مدرسہ قائم کر رکھا ہے، جو مسلمانون کی عام مالی حالت کی بدولت ہندوستانیون کا منتظر کرم ہی، بہرحال یہ کتاب عبرت پذیر مسلمانون کے مطالعہ مین ضرور آنی چاہیے، ٹائٹیل پیج پر جزیرہ کا نقشہ اور کتاب کے اندر بھی چند ضروری تصویرین ہین، قیمت صرف ۱۰ ارخلافت پریس جیکب سرکل بمبئی ۱۱ مین چھپی ہے، غالباً یہین سے ملسکتی ہے:

سیرت مصطفیٰ کمال پاشا، یہ کتاب اصل مین مولوی فاضل امین محمد سعید اور کریم خلیل ثابت کی مخنتون کا نتیجہ ہے، جسے غلام ربانی صاحب لودھی علیگ نے اردو مین منتقل کیا ہے پاشا موصوف کے حالات مین ہماری زبان مین متعدد کتابین لکھی گئی ہین، ان مین یہ کوئی ممتاز نہیین، البتہ جنگ عظیم کے بعد سے صلحنامۂ لوزان تک ترکی قوم اور مصطفےٰ کمال پاشا کی جدوجہد کی تفصیلی تاریخ اس مین موجود ہے، اور یورپ کی زہرآلود تبلیغ کے اثر سے پاک ہے، قیمت عہ پتہ منیجر شرکت ادبیہ متصل اسلامیہ ہائی اسکول امرتسر،

اکابر قوم، جناب اکبر شاہ صاحب نجیب آبادی نے اس کتاب مین علماء، فقراء (صوفیہ) امراء اور سیاسی رہنماؤن غرض مسلمانون کے ہر طبقہ کا احتساب کیا ہی، دیوبند، علی گڑہ، ندوہ، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور مسلم لیگ غرض مسلمانون کا ہر کام اس احتساب کی زد مین آیا ہی، احتساب اچھی چیز ہی، مگر برائیون کے ساتھ اچھائیون کا بیان بھی مصلح کا فرض ہی، تاکہ اصلاح کا راستہ تو کھلے، یہ مفاسد ضرور صحیح ہین، لیکن للہ یہ تو بتایئے کہ اصلاح کی کیا صورت ہے؟ کیا اس کے لئے ہم اکابر قوم کی دوسری جلد کا انتظار کرین، قیمت ۶ ر پتہ:- صوفی پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ پنڈی بہاؤالدین (پنجاب)

فہرست مطبوعات مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

۱- **الکہف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** علامہ شیخ عبدالکریم سبط شیخ عبدالقادر جیلانی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بہترین طریقہ پر شرح لکھی ہی قیمت ۴ر

۲- **اعجاز البیان فی تاویل ام القرآن** شیخ علامہ صدرالدین محمد بن اسحاق قونوی المتوفی ۶۷۲ھ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر نہایت عمدہ طریقہ پر لکھی ہے اور سورہ فاتحہ کی ام القرآن ہونے پر بہترین استدلالات قائم کیے ہین، عار

۳- **عمل الیوم واللیلہ**، علامہ ابن السنی رحمہ اللہ المتوفی ۳۶۴ھ نے تمام رات دن کے اعمال نبوی اور وظائف کو جمع کیا ہے، عمر

۴- **مشکل الآثار**، امام طحاوی المتوفی ۳۲۱ھ کی نہایت نایاب اور نادر تصنیف ہے علامہ نے بہت ہی محنت و مشقت سے تمام مشکل احادیث کو جمع کیا ہی اور انکے تعارض کو مختلف طریقون سے رفع کیا ہے (۲ جلدمین) عہ،

۵- **جامع المسانید**، قاضی القضاۃ ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی المتوفی ۶۶۵ھ نے ان تمام مسانید کو جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن و فضائل اور مرویات پر لکھی گئی تھین بہترین طریقہ پر ابواب و فصول کی ترتیب کے ساتھ جمع کیا ہی، (دو جلدمین) ہر

۶- **کنز العمال**، شیخ علی المتقی المتوفی ۹۷۵ھ کی عظیم الشان تصنیف ہے علامہ نے تمام احادیث صحیحہ و غیر صحیحہ کو جمع کر دیا ہے اس کتاب کی طباعت نے تمام دوسری کتب احادیث سے مستغنی کر دیا ہی حروف تہجی کے لحاظ سے یہ کتاب ۸ جلدون مین ہی عشہ

۷- **المستدرک مع التلخیص**، امام ابوعبداللہ الحاکم کی یہ معرکۃ الآرا تصنیف ہی علامہ موصوف نے ان تمام احادیث کو جو صحیحین کی شرائط کے مطابق ہین اور صحیحین مین موجود نہیین ہین، انکو جمع کر دیا ہی اس کے ساتھ علامہ ذہبی کی تلخیص بھی طبع ہوئی ہے امام ذہبی نے اس کتاب پر بہترین تنقید کی ہی اور علامہ موصوف کی لغزشون اور فروگذاشتون کو بیان کیا ہے یہ کتاب چار جلدون پر منقسم ہے، تیسری جلد کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس مین معرفۃ الصحابہ کا مکمل اور مفصل بیان ہی جلد اوّل للعہ جلد دوم عہ سوم لعہ، جلد چہارم زیر طبع،

۸- **المعتصر من مشکل الآثار**، کتاب مشکل الآثار مصنفہ امام طحاوی کی تلخیص ابوالولید باجی مالکی نے کی تھی لیکن سندون کو حذف کر دیا تھا اور امام مذکور پر چند اعتراضات کیے تھے اس لیے قاضی یوسف بن موسیٰ نے مشکل الآثار کی نئی طرز پر مع سند و نکے تلخیص کی اور انکے اعتراضات کے جواب بھی دے، قیمت صر

۹۔ **کتاب الاعتبار**، علامہ محمد بن موسیٰ حازمی المتوفی ۵۸۴ھ نے مختلف مسائل پر احادیث کی بحث کی ہے خصوصاً ناسخ و منسوخ کی بحث کو بہترین پیرایہ میں لکھا ہے ۔ عہ

۱۰۔ **القول المسدد فی الذب عن مسند احمد**، حافظ ابن حجر عسقلانی نے روایات مسند امام پر جو اعتراضات ہوئے تھے ان کو بہت بہترین طریقہ سے دفع کیا ہے۔ ۸ر

۱۱۔ **الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی** علامہ علاؤالدین الماردینی المتوفی ۷۴۵ھ نے سنن بیہقی پر رد کیا ہے اور مسائل فقیہہ کو قرآن مجید و احادیث سے ثابت کیا ہے للعہ

۱۲۔ **مسند ابی داؤد طیالسی**، یہ کتاب سلیمان بن داؤد البصری جو کہ دوسری صدی کے جلیل القدر محدثین میں سے تھے انکی ہے، مسانید میں یہ پہلی یا دوسری کتاب ہے جو اس وقت لکھی گئی تھی۔ للعہ

۱۳۔ **احادیث قدسیہ**، علامہ شیخ مدنی کی یہ تالیف ہے یہ احادیث اپنے مراتب کے لحاظ سے قرآن مجید کے بعد تمام احادیث پر مقدم ہیں، بلکہ قابل تلاوت۔ عہ

۱۴۔ **شرح تراجم ابواب البخاری**، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے ابواب صحیح بخاری کے اشکال کو بہترین پیرایہ میں حل کیا ہے جسکی وجہ سے یہ کتاب طلباء کے لیے بہت زیادہ مفید ہو گئی ہے۔ ۱۲ر

۱۵۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**، علامہ ابن عبدالبر کی بہترین اور مستند کتاب ہے، جسمیں تمام صحابہؓ و صحابیاتؓ کے مفصل حالات درج ہیں فن رجال میں اس پایہ کی کوئی کتاب نہیں ہے یہ کتاب غیر مترتب تھی دائرۃ المعارف نے حروف کی ترتیب سے اسکو مرتب کر دیا ہے۔ (۳ جلد) ۱۲ ؏ ۵ر

۱۶۔ **کتاب الکنی والاسماء**، علامہ ابو بشر دولابی المتوفی ۳۱۰ھ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جس میں علامہ نے کنی اور اسماء کو مفصل طریقہ پر منضبط کیا ہے۔ (۲ جلد) صر

۱۷۔ **تجرید اسماء الصحابہ**، علامہ ذہبی نے اسد الغابہ کی تلخیص کی ہے جس سے اسمائے صحابہ کی معلوم کرنے میں بہت زیادہ مدد ملتی ہے۔ (۲ جلد) ۱۲ ؏

۱۸۔ **کتاب الجمع بین رجال الصحیحین**، مصنفہ ابوالفضل مقدسی جو ابن القیسرانی کے نام سے مشہور ہیں جس میں رواۃ صحیحین کی ثقہ اور غیر ثقہ اور انکے حالات کے متعلق بہترین بحث کی ہے یہ کتاب علماء و طلباء کے لیے بہت زیادہ مفید اور ضروری ہے (۲ جلد) ۵ر

۱۹۔ **قرۃ العین فی ضبط رجال الصحیحین**، علامہ عبدالغنی الشافعی نے اس کتاب میں پہلے اصول حدیث سے بحث کی ہے اور پھر رواۃ صحیحین کی اشتباہ کو دفع کیا ہے ۸ر

۲۰۔ **تعجیل المنفعۃ فی رجال الائمۃ الاربعۃ**، حافظ ابن حجر عسقلانی نے ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ کی رواۃ کو جمع کر دیا ہے ۵ر

۲۱۔ **تہذیب التہذیب**، علامہ ابن حجر کی معرکۃ الآراء تصنیف ہے اور فن رجال میں سب سے مبسوط کتاب ہے (۱۲ جلد) ۱۲ ؏

۲۲۔ **لسان المیزان**، علامہ ابن حجر نے اس کتاب میں ثقہ اور غیر ثقہ راویوں کے مختصر حالات مع تنقید لکھے ہیں۔ (۶ جلد) ۱۲ ؏

۲۳۔ **الجواہر المضیۃ**، محی الدین ابو محمد عبدالقادر قرشی المتوفی ۷۷۵ھ نے پہلے اسماء باری تعالیٰ اور اسمائے نبوی پر مفصل طور سے بحث کی ہے پھر طبقات حنفیہ مفصل طریقہ پر لکھے ہیں۔ (دو جلد) صر

۲۴۔ **تذکرۃ الحفاظ**، امام ذہبی کی مشہور اور بہترین تصنیف ہے مصنف نے ائمہ محدثین کے حالات طبقات کے لحاظ سے لکھے ہیں۔ (پانچ جلد) ؏ ۸ر

۲۵۔ **رسائل خمسۃ المسانید**، اس مجموعہ میں مختلف مصنفین کی مسانید کے متعلق بہترین رسالے ہیں (۵ جلد) ۱۲ ؏

۲۶۔ **دلائل النبوۃ**، علامہ ابو نعیم اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ کی یہ مشہور تصنیف ہے مصنف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دلائل یعنی معجزات کو بسند لکھا ہے۔ ۴ہ

۲۷۔ **الخصائص الکبریٰ**، علامہ سیوطی نے معجزات نبوی کو تمام احادیث سے انتخاب کر کے بہترین طریقہ پر جمع کیا ہے (۲ جلد) ۴ہ

۲۸۔ **مناقب امام اعظم رحمۃ اللہ**، علامہ موفق بن احمد کی المتوفی ۵۶۸ھ نے امام اعظمؒ کے حالات بسط کے ساتھ لکھے ہیں، علامہ کردری کی کتاب مناقب اعظم بھی شامل ہے جسکی وجہ سے یہ کتاب امام صاحب کے حالات کے متعلق بہترین ذخیرہ بنگئی ہے (۲ جلد) ۱۲ للعہ

۲۹۔ **ستۃ کتب العقائد مع شرح الفقہ الاکبر وغیرہما**، یہ عقائد و علم کلام کی چھ بہترین رسالوں کا مجموعہ ہے۔ عہ

۳۰۔ **الروضۃ البہیۃ**، علامہ شیخ ابی عذبہ نے اشاعرہ اور ماتریدیہ کے اختلافی مسائل کو یکجا کیا ہے اور انھیں باہم تطبیق دی ہے۔ ۸ر

۳۱۔ **السمط المجید** علامہ صفی الدین احمد بن محمد مدنی قشاشی نے صوفیہ کرام کے طرق بیعت، خرقہ اور تلقین کو بیان کیا ہے اور احادیث اور آثار سے ان کا ثبوت دیا ہے۔ ۸ر

۳۲۔ **الصارم المسلول**، اس کتاب میں علامہ ابن تیمیہ نے احادیث، اجماع، قیاس غرضکہ ہر طریقہ سے ثابت کیا ہے کہ انبیائے کرام کو سب و شتم کرنیوالا واجب القتل ہے۔ ۱۲ر

۳۳۔ **شفاء الاسقام**، علامہ شیخ تقی الدین سبکی نے آنحضرت صلعم کی زیارت کو احادیث، آثار صحابہ اور اقوال ائمہ سے ثابت کیا ہے اور منکرین زیارت کی تردید کی ہے۔ ۱۲ر

۳۴۔ **کتاب الروح**، علامہ ابن قیم نے اس کتاب میں روح اور بعد موت قبر میں جو حالتیں ہوتی ہیں ان تمام کے متعلق بہت دلچسپ بحث کی ہے ۱۲ ؏

۳۵۔ **الذخیرہ**، اس کتاب میں علامہ علاؤالدین طوسی المتوفی (۸۸۷)ھ نے سلطان محمد خان فاتح کے حکم سے امام غزالی کی کتاب تہافت الفلاسفہ اور دیگر حکمائے اسلام کے درمیان محاکمہ کیا ہے۔ عہ

۳۶۔ **استحسان الخوض**، امام شیخ ابوالحسن اشعری نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ صفات باری اور زمانہ کے متعلق غور و خوض کرنا بدعت و ضلالت نہیں ہے ۲ر

۳۷۔ **الرسائل التسعہ**، ان رسالوں میں علامہ سیوطی نے دلائل ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین پر نار جہنم حرام ہے اور آپ کے بعد از وفات زندہ ہیں، انکے علاوہ حضرت عبدالمطلب کے متعلق بھی بحث

بحث کی ہے (۲ جلد) ۱۲عہ

۳۸۔ **فتح المتعال فی مدح النعال**، علامہ احمد بن محمد المغربی المتوفی سنہ ۱۰۴۱ھ نے یہ اپنی طرز کی ایک نئی کتاب لکھی ہے مصنف نے نہایت جانفشانی سے تمام محدثین اور مورخین کے اقوال نعال نبوی کے متعلق جمع کیا ہے نیز مختلف لوگوں کے قصے نقل کئے ہیں اور نعال پاک کے بہترین نقوش بھی فراہم کئے ہیں، عہ ۱۲

۳۹۔ **الاقتراح**، علامہ سیوطی نے اصول نحو میں یہ بہترین کتاب لکھی ہے، طلباء کے لیے بہت مفید ہے اور درس میں داخل کرنے کے قابل ہے، ۱۲

۴۰۔ **الاشباہ والنظائر**، علامہ سیوطی کی نحو میں یہ بہترین اور مفصل تصنیف ہے، (۴ جلد) ۱۲عہ

۴۱۔ **مصدق الفضل**، حضرت کعب بن زہیر کا مشہور قصیدہ بانت سعاد جو کہ آنحضرت صلعم کی تعریف میں کہا گیا تھا، اس کی بہترین شرح ہے اس میں ہر شعر کے متعلق علم صرف و نحو و معانی و بیان و عروض وغیرہ سے بحث کی ہے، عہ

۴۲۔ **الفائق**، علامہ ابوالقاسم زمخشری نے لغات حدیث میں بہترین کتاب لکھی ہے (۲ جلد) سنہ

۴۳۔ **المغرب**، علامہ ابوالفتح الحنفی المتوفی سنہ ۶۱۰ھ نے فقہ کی لغات اور مصطلحات کو حل کیا ہے (۲ جلد) قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ،

۴۴۔ **کتاب الازمنة والامکنة**، اس کتاب میں ابو علی مرزوقی نے زمان و مکان، افلاک کواکب و بروج کے متعلق بہترین بحث کی ہے، ایام جاہلیت کے حالات اور عربوں کے استعمالات وغیرہ کی تفصیل بیان کیا ہے (۲ جلد)

۴۵۔ **النفائس الارتضیہ**، مصنفہ ارتضیٰ علیخان یہ کتاب رسالہ عزیزیہ مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کی شرح ہے جس میں معانی و بیان کو سلیس پیرایہ میں لکھا ہے

۴۶۔ **المنحة السراء**، مصنفہ ارتضیٰ علیخان مصنف نے استعارات کی

سے بحث کی ہے اور ہر ایک کی تاثیر لکھی ہے اور آخر میں بہت مفید فوائد اور اور دو بھی درج کئے ہیں، ۱۲عہ

۴۷۔ **مفتاح السعادة**، علامہ احمد بن مصطفےٰ المعروف طاش کبری زادہ المتوفی سنہ ۹۶۲ھ نے اس کتاب میں تمام علوم و فنون کے متعلق جو کہ اس وقت تک عالم وجود میں آچکی تھی ان تمام کی تعریف غرض و غایت اور اس وقت تک جتنی تصنیفیں ہر علوم میں ہوئی تھیں انکا ذکر مختصر تذکرہ مصنف کے ساتھ کیا ہے، (۲ جلد) عہ

۴۸۔ **دستور العلماء**، مختلف علوم و فنون کی اصطلاحات محاورات اسباب علماء کی اختلافات اور ان تمام کی وجہ تسمیہ احسن وجوہ لکھی ہیں، (۴ جلد) للعہ

۴۹۔ **شرح السیر الکبیر**، یہ کتاب سیر کبیر مصنفہ امام محمد صاحب کی شرح ہے امام محمد بن احمد سرخسی نے کی ہے جو چوتھی ہجری کے مشہور و معروف علماء و فقہاء میں سے تھے (۴ جلد) للعہ

۵۰۔ **دول الاسلام**، علامہ ذہبی کی فن تاریخ میں یہ بہترین تصنیف ہے دو جلدوں میں اپنے زمانہ تک تاریخ اسلام کو مدون کر دیا ہے، سنہ

۵۱۔ **مرآة الجنان**، مصنفہ علامہ ابو محمد عبداللہ بن اسعد یافعی المتوفی سنہ ۷۶۸ھ کی یہ کتاب غزوات، شمائل، معجزات نبوی اور مناقب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پر مشتمل ہے اس کتاب میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ صوفیائے کرام کے حالات اور انکی کرامتیں تاریخی حیثیت سے لکھی گئی ہیں، (۴ جلد) للعہ

۵۲۔ **تحفة النظامیہ**، اس رسالہ میں شیخ علی اکبر بن محمود نے مختلف الفاظ جو کہ معنی میں آئے ہیں انکو جمع کرکے بہت باریکی سے ہر ایک کا فرق بتایا ہے، اور اصطلاحات کی بہترین تشریح کی ہے، ۱۲عہ

۵۳۔ **رسالہ فی فضیلة العلم والصناعة**، امام ابونصر فارابی نے اس کتاب میں علم و صنعت کی فضیلت پر بحث کی ہے، ۳

۵۴۔ **الفقہ الاکبر**، عقائد و کلام میں امام اعظم کا یہ مشہور و معروف

مجلد سیزدہم | ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ جون سنہ ۱۹۲۴ء | عدد ششم

مضامین

مضمون	مضمون نگار	صفحات
شذرات	سید سلیمان ندوی	۴۰۲ - ۴۰۵
تحریم سود کے علل و اسباب	مولانا عبدالسلام ندوی	۴۰۶ - ۴۴۳
تذکرۂ مخزن الغرائب	مولوی سید محفوظ الحق صاحب ایم اے،	۴۴۴ - ۴۴۸
اسیر گڈھ کے کتبات	مولوی عبدالستار صاحب فاروقی	۴۴۹ - ۴۵۳
بنی اسرائیل اور فرعون کی غلامی	٭	۴۵۴ - ۴۵۶
جنگ بذریعۂ خونریزی	٭	۴۵۶ - ۴۵۷
مصری ریاضیات	٭	۴۵۷ - ۴۵۸
طریقۂ تعلیم میں انقلاب	٭	۴۵۸ —
اخبار علمیہ	٭	۴۵۹ - ۴۶۲
ادبیات	عزیز، عابد، باقی،	۴۶۳ - ۴۶۵
جدید دنیائے اسلام	مولوی ابوالجلال صاحب ندوی	۴۶۶ - ۴۷۸
مطبوعات جدیدہ	٭	۴۷۹ - ۴۸۰